رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ



خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم
اور
اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رشتہ داریاں

از قلم:

پیر طریقت رہبر شریعت محقق اہل سنت جانشین نیر ملت

پروفیسر صاحبزادہ حضرت احمد رضا اعظمی نیری باروی سعیدی مدظلہ العالی

دربار عالیہ نیریہ ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ

ناشر: ادارہ تحقیقاتِ نیر ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ پنجاب

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو اہل بیتِ رسول ﷺ اور خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی بارگاہ اقدس میں پیش کرتا ہوں اور انہیں کے نام انتساب کرتا ہوں جنھوں نے آپس میں رشتہ داریاں قائم کر کے رحماء بینھم کی عملی تفسیر پیش فرمادی۔

ع گر قبول افتد زہے عزو شرف

غبارِ راہ حجاز

پروفیسر احمد رضا اعظمی نیری باروی سعیدی

دربار عالیہ نیریہ ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ

0300-8762360

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک سیدی یا رسول اللہ

بوبکرؓ ہمچو کعبہ عمرؓ در طوافِ او

عثمانؓ آبِ زم زم علیؓ حج اکبر است

خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم

اور

اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی

رشتہ داریاں

ازقلم:

پیر طریقت رہبر شریعت محقق اہل سنت جانشین نیر ملت

پروفیسر صاحبزادہ حضرت احمد رضا اعظمی نیری باروی سعیدی مدظلہ العالی

دربار عالیہ نیریہ ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ 0300-8762360

پیشکش: حضرت علامہ مولانا محمد محسن رضا نیری و مفتی محمد حامد رضا اعظمی نیری باروی سعیدی

ناشر: ادارہ تحقیقاتِ نیر ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ پنجاب

0303-7448830, 0306-6403827

ہدیہ: 100 روپے

فہرست

تمہید

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ سید المرسلین وعلی الہ الطیبین واصحاب الطاھرین. اما بعد. بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے قرآن مجید میں بعثتِ رسول ﷺ کا مقصد آیات قرآنی کی تلاوت، مخلوق خدا کے ظاہر وباطن کو پاک کرنا اور کتاب وحکمت کی تعلیم دینا بیان فرمایا ہے۔ سورۃ آل عمران کی آیت 164 میں تو اللہ تعالیٰ نے بطور احسان فرمایا ہے کہ میرے رسول نے آیات کی تلاوت کر کے تمہارے دلوں کے زنگ دور کر دیئے ہیں اور تمہارے ظاہر وباطن کو پاک کر دیا ہے۔ اور تمہیں کتاب الٰہی اور حکمت کی تعلیم دی ہے۔ اس رسول کے آنے سے پہلے تم کھلی گمراہی میں تھے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول فرمایا تو ان لوگوں کو میرے رسول ﷺ نے ایسے پاک فرمایا کہ وہ رشد وہدایت کے ستارے بن گئے۔ رسول ﷺ نے ان کے دلوں سے کفر، شرک، تکبر، حسد، کینہ، عداوت، نفرت، جھوٹ، غیبت، تہمت وغیرہ جیسی بیماریاں نکال کر ایمان، محبت، تواضع، انکساری، صداقت، عدالت، سخاوت وشجاعت اور شوق شہادت دلوں میں ڈال دیا۔ اگر کسی کے دل میں نفاق تھا تو رسول اللہ ﷺ نے حکم الٰہی سے مومنین اور منافقین کو الگ کر دیا تا کہ بعد میں آنے والے مسلمانوں کو کوئی مسئلہ درپیش نہ ہو کہ مومن کون ہے اور منافق کون ہے؟ کیونکہ سورۃ ال عمران آیت 161 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن يَغُلَّ" اور کسی نبی کی نسبت یہ گمان ہی ممکن نہیں کہ وہ کچھ چھپائے گا۔" یعنی نبی کریم ﷺ نے تمام صحابہ کرام کی صحیح صورت حال کو بیان کر دیا تھا اب نبی کے تصدیق شدہ لوگوں پر اب کوئی اعتراض کرتا ہے یا زبان طعن دراز کرتا ہے تو وہ دراصل اللہ اور رسول پر اعتراض کرتا ہے۔ کہ اللہ نے جس رسول کی بعثت کو احسان فرمایا ہے تو اس رسول نے جن کو پاک کیا تھا تو وہ بعد میں بدل گئے اور ایمان پر قائم نہ رہے۔ یاد رکھنا اس طرح کا عقیدہ نہ کسی مومن مسلمان کا تھا اور نہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے کیونکہ جن کی تصدیق اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ فرما رہے ہیں تو ان کے ایمان پر کون شک کر سکتا ہے۔ سورۃ الفتح آیت 29 میں رب ذوالجلال ارشاد فرماتے ہیں محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کی معیت اور سنگت میں ہیں وہ کافروں پر بہت سخت اور آپس میں بہت نرم دل اور شفیق ہیں۔" قرآن مجید جن کے بارے واضح گواہی دے رہا ہے کہ وہ آپس میں شیر وشکر کی طرح ہے تو وہ یقینا ایسے ہی ہیں۔ تمام صحابہ کرام میں افضل خلفائے راشدین ہیں وہ یقینا قرآن کی خبر کی مجسم تفسیر ہیں۔ ابو عمرو محمد بن عمر بن عبدالعزیز اپنی

تصنیف "رجال کشی" ص ۱۹۵ تذکرہ مغیرہ بن سعید طبع جدید تہران میں امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان لکھتے ہیں۔
"فاتقو اللہ ولا تقبلوا علینا ما خالف قول ربنا تعالیٰ و سنۃ نبینا محمد ﷺ۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے خوف کرو جو چیز کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے خلاف ہو اس کو ہماری طرف منسوب کر کے قبول نہ کرو۔"

ہم نے اس رسالہ میں خلفائے راشدین کی خاندانِ مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ہونے والے رشتوں کو بیان کیا ہے۔ تا کہ تمام مسلمانوں کو علم ہو کہ خاندانِ رسول ﷺ نے جن لوگوں کے ساتھ رشتہ داریاں کی ہیں وہ لوگ تمام لوگوں سے اعلیٰ اور افضل ہیں خانوادہ مصطفیٰ ﷺ کو ان لوگوں پر مکمل اعتماد تھا۔ اس رسالہ کو ہم نے تین فصول میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی فصل میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خانوادۂ رسول کے ساتھ ہونے والے سات رشتوں کو بیان کیا ہے۔ دوسری فصل میں حضرت عمر فاروقؓ کے دو رشتوں کو بیان کیا ہے اور تیسری فصل میں حضرت عثمان غنیؓ کے سات رشتوں کو بیان کیا ہے۔ ان رشتوں کو ہم نے با حوالہ بیان کیا ہے۔ اس میں صرف اہل سنت کی معتبر کتب کا حوالہ ہی نہیں بلکہ اہل تشیع کی مستند اور معتبر کتب کا حوالہ بھی پیش کیا ہے۔ تا کہ کسی کو بھی ان رشتوں پر اعتراض نہ ہو۔ امید ہے یہ رسالہ بہت سارے احباب کی غلط فہمیاں دور کردے گا۔ اور انہیں یقین ہو جائے گا کہ خلفائے راشدین اور اہل بیت اطہار دو الگ الگ فریق نہیں بلکہ دونوں ایک ہیں۔ ایک دوسرے کا مقام سمجھنے والے اور ایک دوسرے سے محبت و پیار کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اہل بیت رسول ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ کی پکی سچی غلامی اور محبت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

خاکپائے آل رسول ﷺ
پروفیسر احمد رضا اعظمی نیری باروی سعیدی
دربار عالیہ نیریہ ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ پنجاب
0300-8762360

فصل اول

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور اہل بیتِ رسول ﷺ

پہلا رشتہ

خانوادہ رسول ﷺ کے ساتھ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رشتہ داری کا سلسلہ خود نبی کریم ﷺ سے شروع ہوتا ہے۔ صدیق اکبرؓ کی لختِ جگر نورِ نظر سیدہ طیبہ طاہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں قبول فرمایا اور ام المومنین کے اعلیٰ منصب پر قائم و دائم فرمایا۔ امہات المومنین میں سیدہ عائشہؓ کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ چند احادیث پیش کی جاتی ہیں۔ جن سے سیدہ عائشہ صدیقہ کا مقام و مرتبہ واضح ہوتا ہے۔

۱۔ ''حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ میں نے خواب میں دو مرتبہ تمہیں دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ تم ریشمی کپڑوں میں لپٹی ہوئی ہو اور مجھے کہا گیا کہ آپ کی بیوی ہے۔ سو پردہ ہٹا کر دیکھیئے۔ جب میں نے دیکھا تو تم تھی تو میں نے کہا اگر یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے تو وہ ایسا کر کے ہی رہے گا''۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم۔ مسند احمد بن حنبل)۔

۲۔ ''حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ (مرض وصال) میں میری باری طلب کرنے کے لیے پوچھتے کہ میں آج کہاں رہوں گا؟ کل میں کہاں رہوں گا؟ پھر جس دن میری باری تھی آپ کا سرِ انور میری گود میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح مقدسہ قبض کر لی اور میرے گھر میں ہی آپ مدفون ہوئے''۔ (صحیح بخاری۔ صحیح مسلم)۔

۳۔ ''حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جبریلِ امین ریشم کے سبز کپڑے میں ان کی تصویر لے کر حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ یہ دنیا و آخرت میں آپ کی اہلیہ ہیں''۔ (سنن ترمذی، صحیح ابن حبان۔ مسند ابن راھویہ۔

۴۔ حضرت عروہ بن زبیرؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ کے پاس اللہ تعالیٰ کے رزق میں سے جو بھی چیز آتی۔ وہ اسے اپنے پاس نہ روکے رکھتیں بلکہ اسی وقت صدقہ فرما دیتیں (صحیح بخاری)۔

۵۔ حضرت ابو موسیٰؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم اصحاب رسول ﷺ کے لیے جب کبھی بھی کوئی حدیث مشکل ہو جاتی تو ہم ام المومنین حضرت عائشہؓ سے اس کے بارے میں پوچھتے تو ان سے اس حدیث کا صحیح علم پا لیتے''۔ (سنن ترمذی، سیر اعلام النبلاء الذھبی۔ تہذیب الکمال)۔

۶۔ حضرت عائشہؓ ایک طویل حدیث میں روایت کرتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہؓ سے فرمایا ربِ کعبہ کی قسم بے شک عائشہ رضی اللہ عنہا تمہارے والد کو بہت زیادہ محبوب ہے''۔ (سنن ابوداؤد۔ مجمع

الزوائد الہیثمی)۔

۷۔ حضرت عطاءؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ تمام لوگوں سے بڑھ کر فقیہ اور تمام لوگوں سے بڑھ کر عالمہ اور تمام لوگوں سے بڑھ کر روزمرہ معاملات میں اچھی رائے رکھنے والی تھی۔ (المستدرک للحاکم۔ سیر اعلام النبلاء الذھبی۔ تہذیب التھذیب للعسقلانی)۔

۸۔ ''امام زہری سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اگر جملہ ازواج مطہرات سمیت اس اُمت کی تمام عورتوں کے علم کو جمع کر لیا جائے تو عائشہؓ کا علم ان سب کے علم سے زیادہ ہے''۔ (المعجم الکبیر للطبرانی۔ تہذیب التھذیب للعسقلانی۔ مجمع الزوائد)۔

۹۔ ''حضرت عطاءؓ سے مروی ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہؓ نے سیدہ عائشہؓ کو سونے کا ہار بھیجا جس میں ایک ایسا جوہر لگا ہوا تھا جس کی قیمت ایک لاکھ درہم تھی۔ پس آپ نے وہ قیمتی ہار تمام امہات المومنین میں تقسیم فرما دیا''۔ (اخرجه امام هنا د فی الذهد و ابن جوزی فی صفوة الصفوة)۔

۱۰۔ حضرت عروہؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ مسلسل روزہ سے ہوتی تھیں اور امام قاسمؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ مسلسل روزہ سے ہوتی تھیں اور صرف عید الاضحیٰ اور عید الفطر کے دِنوں میں افطار فرماتی تھیں''۔ (مصنف عبدالرزاق۔ شعب الایمان بیھقی۔ کتاب الزھد لابن ابی عاصم۔ صفوۃ الصفوۃ لابن جوزی)۔

ان روایات کی روشنی میں یہ بات اظہر من الشمس ہو جاتی ہے کہ سیدہ، طیبہ، طاہرہ، عابدہ، زاہدہ، عالمہ، فقیہہ، محدثہ، مفسرہ اور محبوبہ محبوب رب العالمین ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں صرف اور صرف اپنے محبوب کے لیے تخلیق فرمایا ہے جو میرے نبی ﷺ کے نکاح سے پہلے نہ کسی کے نکاح میں تھیں اور نہ بعد میں کسی کے نکاح میں آسکتی ہے۔ وہ دنیا و آخرت میں نبی کریم ﷺ کی رفیقہ حیات ہیں۔ ابوبکر صدیق ؓ کا یہ پہلا رشتہ جو نبی کریم ﷺ سے قائم ہوا تو ہمیشہ کے لیے قائم ہو گیا۔ دُنیا کی کوئی طاقت نہ اس رشتہ کو توڑ سکی ہے اور نہ توڑ سکتی ہے۔ اس رشتہ کی توہین اللہ و رسول کی توہین کے مترادف ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے (آمین)۔

دوسرا رشتہ

ابوبکر صدیقؓ کا خاندانِ رسول ﷺ سے دوسرا رشتہ سیدہ اسماء بنت عمیس خثعمیہؓ کی وجہ سے ہے۔ سیدہ اسماء بنت عمیسؓ، حضرت جعفر طیار بن ابی طالبؓ کی بیوی تھی۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کی بھاوج تھیں۔ حضرت جعفر طیارؓ سے ان کے دو بیٹے عبداللہ اور محمد تھے۔ ۸ ھ میں غزوہ موتہ ہوا۔ اس میں حضرت جعفر طیارؓ شہید ہوئے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ اور حضرت علیؓ کی موجودگی میں اور ان کی مرضی سے سیدہ اسماء بنت عمیسؓ کی شادی خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیقؓ سے ہوئی۔ ان سے ایک بیٹا محمد بن ابوبکرؓ ہوا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے وصال کے بعد حضرت علیؓ نے سیدہ اسماء سے شادی کی۔ حضرت

علیؓ کے دو بیٹے سیدہ اسماء سے ہوئے۔ ایک کا نام عون بن علیؓ اور دوسرے کا نام یحیٰ بن علیؓ ہے۔ اس طرح حضرت جعفر طیارؓ، حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علیؓ کے بیٹے آپس میں اخیانی (ماں جنے) بھائی ہیں۔ ان کا باہمی مادرزاد بھائی ہونا ایک مستقل برادرانہ نسبت ہے۔

یہ حوالہ صرف اہلِ سنت کی کتب کا نہیں بلکہ اہلِ تشیع کی معتبر شخصیت شیخ عباس قمی اپنی کتاب منتہی الآمال ج ۱، ص ۲۱۳، ناشر کتابفروشی اسلامیہ خیابان بوذر جمہری تہران ایران میں لکھتے ہیں۔ ''محمد بن ابی بکر بن ابی قحافہؓ جلیل القدر عظیم المنزلہ از خواص امیر المومنین علیہ السلام واز حوارین آنحضرت بلکہ بمنزلہ فرزند آنحضرت است چہ آنکہ مادرش اسماء بنت عمیس کہ اول زوجہ جعفر بن ابی طالبؓ بود۔ بعد از جعفر زوجہ ابی بکرؓ شد ومحمد را در سفر حجۃ الوداع متولد نمود و بعد از ابوبکر زوجہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام شد۔ لا جرم محمد در حجر امیر المومنین علیہ السلام تربیت شد و پدری غیر آنحضرت نشاخت حتیٰ آنکہ امیر المومنین علیہ السلام فرمود محمد فرزند من است از صلب ابوبکرؓ ومحمد در جمل وصفین بحضور داشت و بعد از صفین امیر المومنین علیہ السلام اورا حکومت مصر عطا فرمود''۔

اس طرح ابوالحسن علی بن عیسیٰ الاربلی اپنی کتاب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمۃ ج ۱، ص ۳۷۲ ناشر مکتبہ بنی ہاشم قم ایران میں لکھتے ہیں:

''لان اسماء هذا امرأة جعفر بن ابی طالب علیه السلام و تزوجها بعده ابو بکر رضی اللہ عنہ فولدت له محمدًا و ذلك بذی الحلیفة فخرج رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم الی مکة فی حجة الوداع، فلما مات ابو بکر رضی اللہ عنہ تزوجها علی بن ابی طالب علیه السلام''۔

''یعنی اسماء بنت عمیس'' حضرت جعفر بن ابی طالبؓ کی بیوی ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے شادی کی اور ان سے محمد بن ابوبکرؓ ذوالحلیفہ کے مقام پر پیدا ہوئے جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع کے لیے مکہ کی طرف روانہ تھے۔ پھر جب حضرت ابوبکرؓ کا وصال ہوا تو ان سے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام نے شادی فرمائی''۔

منتہی الآمال کی روایت کے مطابق حضرت محمد بن ابوبکر صدیقؓ حضرت علی کرم اللہ وجھہ کے گھر پلتے رہے اور آپ کو ان سے اِتنا پیار تھا کہ فرماتے کہ محمد بن ابوبکرؓ میرا بیٹا ہے جو ابوبکرؓ کی صلب سے ہے۔ یہ جنگ جمل اور صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ حضرت علیؓ نے انھیں مصر کا گورنر بنایا۔

اس روایت کو قاضی نور اللہ شوشتری نے اپنی کتاب ''مجالس المومنین ج اول مجلس چہارم ص ۲۲۷ ناشر کتابفروشی اسلامیہ تہران ایران میں لکھا۔

''محمد بن ابی بکر بن ابی قحافه التمیمی القرشی، مادر او اسماء بنت عمیس است که در اصل زوجه حمزه بن عبد المطلب بود و چون حمزه شهید شد ابو بکر او را بعقد خود در آورد و محمد در سال حجة الوداع از او در وجود آمد و چون ابو بکر بمرد حضرت امیر المومنین علیه السلام او را عقد نمود و محمد ربیب و پرورده

آنحضرت بود"۔

اس روایت میں قاضی نور اللہ شوشتری سے غلطی ہوگئی کیونکہ سیدہ اسماء بنت عمیس حمزہ بن عبدالمطلب کی بیوی نہیں تھیں بلکہ وہ حضرت جعفر طیار بن ابی طالب کی بیوی تھیں۔ بہرحال ہمارا مدعا پورا ہو گیا ہے کہ سیدہ اسماء سے شادی حضرت ابوبکر صدیق نے نبی کریم ﷺ اور حضرت علی کی موجودگی اور رضا سے کی۔ پھر ان کے بعد خود مولا علی نے ان سے شادی کی۔ یہ حوالہ کتاب اجمال ترجمہ اکمال ص ۷ تذکرہ اسماء بنت عمیس میں دیکھا جاسکتا ہے۔ اکمال ولی الدین خلیب بغدادی کا فن اسماء الرجال پر رسالہ ہے جس کا ترجمہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمیؒ نے اجمال کے نام سے کیا ہے۔

اسماء بنت عمیسؓ کی وجہ سے دوسرا رشتہ

حضرت اسماء بنت عمیس ام المومنین سیدہ میمونہ بنت الحارث کی بہن ہیں۔ حضرت عباس بن عبدالمطلب کی بیوی ام الفضل لبابہ بنت الحارث کی بہن ہیں۔ سید الشہداء حضرت حمزہ بن عبدالمطلب کی بیوی سلمٰی بنت عمیس کی بہن ہیں۔ اس طرح سے حضور نبی اکرم ﷺ، حضرت عباس، حضرت حمزہ اور حضرت ابوبکر صدیق ہم زلف ٹھہرے۔ یہ تمام چیزیں نسبی اعتبار سے بڑی اہم ہیں۔ سیدہ اسماء بنت عمیس کے بارے یہ تمام معلومات درج ذیل کتب میں دیکھی جاسکتی ہیں۔

الاستیعاب لابن عبدالبر، ذکر اسماء بنت عمیس ج ۴، ص ۲۳۱، ۲۳۲ طبع مصری۔

(ii) اسد الغابہ لابن اثیر الجزری، ذکر اسماء بنت عمیس ج ۵، ص ۳۹۵ طبع تہران ایران۔

(iii) کتاب المحبر لابی جعفر بغدادی، ص ۱۰۶، ۱۰۷، ۴۴۲، ۴۴۳۔

اسما بنت عمیسؓ کی وجہ سے تیسرا رشتہ

ابوالحسن علی بن عیسیٰ اربلی اپنی کتاب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ، ج ۱، ص ۵۰۳، ۵۰۴، ذکر فی وفاتہا علیہا السلام ناشر مکتبہ بنی ہاشم قم ایران میں تفصیل سے لکھتے ہیں کہ جب سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا آخری ایام میں تھیں تو انھوں نے زوجہ حضرت ابوبکر صدیق سیدہ اسماء بنت عمیس کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ لگتا ہے کہ میرا آخری وقت آگیا ہے تمہیں وصیت کرتی ہوں کہ مجھے غسل تم نے دینا ہے اور میں چاہتی ہوں کہ جب میرا جنازہ اُٹھے تو کوئی میرے جسم کو نہ دیکھے کوئی ایسا طریقہ بتاؤ تو اسماء بنت عمیس نے کہا کہ جب میں حبشہ میں تھی تو بادشاہوں کے اہلِ پردہ کے جنازے اُٹھتے تو وہ اس پر چھپر کھٹ بناتے تھے۔ پھر انھوں نے چار کھجور کی تازہ چھڑیاں منگوائیں اور ہر ایک چھڑی کو چارپائی کے ایک ایک پائے سے باندھا پھر ان کے سروں کو ملا کر باندھ دیا۔ پھر ان پر کپڑا ڈال دیا۔ اس کو دیکھ کر سیدہ نے تبسم فرمایا اور فرمایا میرے جنازہ میں ایسا ہی کرنا۔ تو آپ کے جنازہ میں ایسا ہی کیا گیا۔ اس واقعہ کو درج ذیل کتب میں دیکھا جاسکتا ہے۔

i۔ الاستیعاب لابن عبدالبر مع اصابہ ج ۴، ص ۳۲۲، تذکرہ سلمٰی۔

ii۔ اسد الغابہ لابن اثیر جزری ج ۵، ص ۴۷۸، تذکرہ سلمٰی۔

۱۱۔ مصنف عبدالرزاق، ج ۳، ص ۲۱۰ طبع مجلس علمی کراچی۔
۱۲۔ جلاء العیون از ملا باقر مجلسی ص ۱۵۹، ناشر موسسہ انتشارات قائم، تہران ایران۔
۱۳۔ منتہی الآمال از شیخ عباس قمی ج ۱، ص ۱۳۹، در بیان وفات حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا، ناشر کتابفروشی اسلامیہ تہران

حضرت اسماء بنت عمیس جو کہ نبی کریم ﷺ کی سالی اور حضرت علیؓ کی بھاوج تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے شادی کی۔ جب صدیق اکبرؓ کی بیوی تھیں تو سیدہ خاتون جنتؓ کو اس گھرانے پر کتنا اعتماد تھا کہ انہیں غسل کی وصیت کر رہی ہیں اور ان سے راز کی باتیں کر رہی ہیں۔ قاضی نور اللہ شوشتری اپنی کتاب مجالس المومنین ج ۱، ص ۱۹۴ ناشر کتابفروشی اسلامیہ تہران میں لکھتے ہیں کہ جب حضرت طیارؓ شہید ہو گئے اور اسماء بنت عمیسؓ بیوہ ہو گئیں تو نبی کریم ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ میں دُنیا و آخرت میں تیرا ولی ہوں۔ جس عورت کا ولی خود رسول اللہ ہوں تو اس کی شادی کبھی غیر گھرانہ میں نہیں ہو سکتی۔ اسماء بنت عمیسؓ کی تفصیل نہج البلاغہ ص ۲۶۶ بعنوان محمد بن ابوبکرؓ ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، اشاعت ششم سن طباعت ۱۹۸۱ء میں بیان کی گئی ہے۔

تیسرا رشتہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صاحبزادے حضرت عبدالرحمنؓ نبی کریم ﷺ کے ہم زلف ہیں۔ عبدالرحمن بن ابوبکر صدیقؓ کی زوجہ قریبۃ الصغریٰ ام المومنین سیدہ ام سلمہؓ بنت ابی امیہ بن مغیرہ کی بہن ہیں۔ اس لیے قریبۃ الصغریٰؓ بنت ابی امیہ بن مغیرہ نبی کریم ﷺ کی سالی ہیں۔ (کتاب المحبر لابی جعفر بغدادی ص ۱۰۲)

چوتھا رشتہ

عبدالرحمنؓ بن ابوبکر صدیقؓ کی زوجہ قریبۃ الصغریٰ سے ان کی ایک بیٹی حفصہؓ بنت عبدالرحمنؓ بن ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ حفصہؓ بنت عبدالرحمنؓ کی شادی پہلے منذر بن زبیر بن عوامؓ سے ہوئی۔ اس کے بعد ان کی شادی سیدنا امام حسین علیہ السلام سے ہوئی۔ پھر اس کے بعد ان کی شادی عاصمؓ بن عمر فاروقؓ سے ہوئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نواسۂ رسول جگر گوشہ بتول حضرت امام حسین علیہ السلام حضرت عبدالرحمنؓ بن ابوبکر صدیقؓ کے داماد ہیں۔ طبقات ابنِ سعد جز ثامن ص ۳۴۴، طبع لندن یورپ (تذکرہ حفصہؓ بنت عبدالرحمنؓ بن ابوبکر صدیقؓ) میں ہے۔

"حفصہ بنت عبدالرحمن ـــــ زوجها اياه (المنذر بن زبير بن عوام) فولدت له عبدالرحمن و ابراهيم و قريبة ثم خلف عليها بعد المنذر حسين بن علي بن ابي طالب""۔

اسی طرح کتاب المحبر لابی جعفر بغدادی ص ۴۴۸ طبع دکن میں ہے وتزوجت حفصه بنت عبدالرحمن بن ابی بکر الصدیقؓ الحسین بن علی بن ابی طالبؓ ثم عاصم بن عمر بن الخطابؓ ثم المنذر بن الزبیر"۔

روایات میں تقدم وتاخر کا فرق ہے۔ ایک روایت میں منذر بن زبیر بن عوامؓ کی نام پہلے ہے اور سیدنا امام حسینؓ کا نام بعد میں ہے جب کہ دوسری روایت میں حضرت امام حسینؓ کا نام پہلے اور عاصم بن عمر فاروقؓ اور منذر بن زبیرؓ کا نام بعد میں ہے۔ بہر حال روایات سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ خانوادہ رسول ﷺ کی رشتہ داری حضرت ابوبکر صدیقؓ کے خاندان سے تھی۔

پانچواں رشتہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پوتے حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علی المرتضیٰ کے پوتے امام زین العابدین علی بن حسین بن علی المرتضیٰؓ آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں۔ شاہ فارس یزدگرد کی بیٹیوں کی اولاد ہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں یزدگرد کی بیٹیاں مالِ غنیمت میں آئیں۔ ایک کا نکاح محمد بن ابی بکرؓ سے کیا گیا اور دوسری کا نکاح سیدنا امام حسینؓ سے کیا گیا۔ اُن سے جو اولاد ہوئی وہ آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں۔ اہلسنت کی کتاب تاریخ ابن خلکان تذکرہ علی بن الحسینؓ ج ۱، ص ۳۲۰، طبع قدیم اور تہذیب التہذیب از ابن حجر عسقلانیؒ ج ۳، ص ۴۳۸ تذکرہ سالم بن عبداللہ بن عمر بن خطابؓ طبع دکن میں یہ واقعہ اپنی ضروری تفصیل کے ساتھ موجود ہے۔ ہم یہاں اہلِ تشیع کی کتب کے حوالہ جات پیش کرتے ہیں تا کہ واضح ہو جائے کہ یہ رشتہ اہلِ سنت اور شیعہ میں متفقہ ہے۔

۱۔ شیخ محمد بن محمد بن النعمان المقلب بالمفید متوفی ۴۱۳ھ اپنی تصنیف "الارشاد" ص ۲۳۷۔ ذکر علی بن الحسینؓ مطبوعہ تہران سن طباعت ۱۳۷۷ھ میں لکھتے ہیں:

"فبعث الیه ابنتی یزدجرد بن شھریار بن کسریٰ فنحل ابنه الحسین علیه السلام شاہ زناں منهما فا ولد ھا زین العا بدین علیه السلام و نحل الا خریٰ محمد بن ابی بکرؓ فولدت له القاسم بن محمد بن ابی بکر فھما ابنا خالة".

۲۔ علامہ ابوالحسن علی بن عیسیٰ بن ابی الفتح الاربلی اپنی کتاب کشف الغمہ فی معرفتہ الائمہ ج ۲، ص ۸۳، ناشر مکتبہ بنی ہاشم سوق المسجد الجامع قم ایران سن طباعت ۱۳۸۱ھ میں لکھتے ہین:

"فبعث الیه ببنتی یزدجرد بن شھریار بن کسریٰ، فنحل ابنه الحسین علیه السلام شاہ زناں فاولدھا زین العابدین علیه السلام ونحل الاخریٰ محمد بن ابی بکرؓ فولدت له القاسم بن محمد بن ابی بکرؓ فھما ابنا خالة"۔

۳۔ شیخ عباس قمی نے منتھی الآمال ج ۲، ص ۳، باب ششم فصل اول، در بیان ولادت واسم ولقب وکنیت زین العابدین مطبوعہ کتابفروشی اسلامیہ تہران سن طباعت ۱۳۷۹ھ میں لکھتے ہیں:

"...... یکی را کہ شاہ زناں نام داشت بحضرت امام حسین علیه السلام داد و حضرت امام زین العابدین ازاو بھمرسید و دیگری را بمحمد بن ابی بکر داد و قاسم جد مادری حضرت صادق علیه السلام ازاو بھمرسید پس قاسم باامام زین العابدین علیه السلام خالہ زادہ بودند"۔

۴۔ قاضی نور اللہ شوشتری اپنی کتاب مجالس المومنین ج ۱، ص ۳۳۶، مجلس پنجم ذکر القاسم بن محمد بن ابی بکر بن ابی قحافہ التیمی القرشی ایڈیشن سوم مطبع کتابفروشی اسلامیہ تہران سن طباعت ۱۳۴۵ھ میں لکھتے ہیں:

''قاسم پسر خالہ امام زین العابدین علیہ السلام بود و مادر او دختریز دگرد شہریار آخر پادشاہاں عجم بود''۔

۵۔ ملا باقر مجلسی نے اپنی کتاب جلاء العیون ص ۴۹۷ مطبوعہ انتشارات قائم تہران میں وہی الفاظ لکھے ہیں جو شیخ عباس قمی نے منتہی الآمال میں لکھے ہیں جس کا حوالہ ہم پہلے دے چکے ہیں۔

چھٹا رشتہ

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دو بیٹوں عبدالرحمن بن ابوبکر اور محمد بن ابوبکر نے آپس میں رشتہ کیا۔ عبدالرحمن بن ابوبکر کی بیٹی اسماء کی شادی حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ سے ہوئی۔ ان سے ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ جس کا نام فاطمہؓ تھا اور بعض نے قریبہ لکھا ہے اور وہ اپنی کنیت ام فروہ سے مشہور ہیں۔ ام فروہؓ کی شادی امام محمد باقرؒ سے ہوئی۔ ان سے حضرت امام جعفر صادقؒ اور حضرت عبداللہؒ پیدا ہوئے۔ امام جعفر صادقؒ کی والدہ ام فروہؓ کے دادا محمد بن ابوبکرؓ اور نانا عبدالرحمن بن ابوبکرؓ ہیں۔ اس لیے امام جعفر صادقؒ فرمایا کرتے تھے کہ ''ولدنی ابو بکر مرتین'' ابوبکرؓ نے مجھے دوبار جنا ہے۔ اس رشتہ میں نہ اہل سنت کو انکار ہے اور نہ اہلِ تشیع کو انکار ہے۔ تصدیق کے لیے ہم پہلے اہل سنت کی کتب کے حوالہ تحریر کرتے ہیں۔ اس کے بعد اہل تشیع کی کتب کے معتبر حوالہ جات پیش کریں گے۔

۱۔ طبقات ابنِ سعد ج ۵، ص ۲۳۵، تذکرہ امام محمد باقرؒ طبع لندن یورپ میں ہے۔

''فولد ابو جعفر، جعفر بن محمد و عبداللہ بن محمد و امہا ام فروۃ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق''۔

۲۔ خلیفہ ابنِ خیاط شباب العصفری المتوفی ۲۴۰ھ اپنی کتاب طبقات خلیفہ ابنِ خیاط ص ۲۶۹ الطبقہ السادستہ لاہل امام ابی عمر میں لکھتے ہیں:

''وجعفرؒ بن محمدؒ بن علیؓ بن الحسینؓ بن علیؓ بی ابی طالبؓ، امہ، ام فروۃ بنت القاسمؒ بن محمدؒ بن ابی بکر الصدیقؓ یکنی ابوعبداللہ توفی سنۃ ثمان واربعین ومائۃ (۱۴۸ھ)''۔

۳۔ ابنِ قتیبہ دینوری متوفی ۲۷۶ھ نے اپنی کتاب ''المعارف'' ص ۹۴ تحت اخبار علی بن ابی طالبؓ مطبوعہ مصر، سن اشاعت ۱۹۳۵ء بمطابق ۱۳۵۳ھ میں لکھتے ہیں:

''فلما محمد بن علی (یعنی محمد باقر بن زین العابدین) فکان یکنیٰ ابا جعفر و کان لہ فقیہ و مات بالمدینۃ ۱۱۷ھ فولد محمد جعفر بن محمد و عبداللہ بن محمد امہما ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر و امہا اسماء بنت عبد الرحمن بن ابی بکر''.

ان تینوں حوالہ جات کا خلاصہ یہ ہے کہ امام محمد باقرؒ جن کی کنیت ابوجعفر ہے کی اولاد ان کی زوجہ محترمہ ام فروہؓ سے ہوئی۔ ان

کے نام امام جعفر صادقؒ اور عبداللہؒ ہیں۔ ام فروہؒ کے والد قاسمؒ بن محمدؒ بن ابوبکرؓ صدیق ہیں اور ام فروہؒ کی والدہ اسماء بنت عبدالرحمنؒ بن ابی بکر صدیقؓ ہیں۔ امام محمد باقرؒ فقیہ مدینہ تھے۔ ان کی وفات ۱۱۷ھ میں مدینہ طیبہ میں ہوئی اور امام جعفر صادقؒ کا وصال ۱۴۸ھ میں مدینہ منورہ میں ہوا"۔

اب چند حوالہ جات اہل تشیع کی کتب کے تحریر کرتے ہیں تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ مسئلہ اختلافی نہیں بلکہ اتحاد بین المسلمین کا سبب ہے۔

۴۔ الشافی ترجمہ اصول کافی مترجم سید ظفر حسین امروہوی ص ۵۸۶ ذکر مولد امام جعفر صادقؒ ناشر شمیم بک ڈپو ناظم آباد کراچی میں ہے۔

"وامہ ام فروۃ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر وأمھا اسماء بنت عبدالرحمن بن ابی بکرؓ"

"ان کی والدہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر تھیں۔ ام فروہ کی والدہ اسماء بنت عبدالرحمن بن ابوبکر تھیں"۔

۵۔ یہی الفاظ ابومحمد الحسن بن موسیٰ النوبختی نے کتاب فرق الشیعہ مطبع حیدریہ نجف عراق سن طباعت ۱۳۷۹ھ بمطابق ۱۹۵۹ء میں تحریر کیے ہیں۔

۶۔ ابوالحسن علی بن عیسیٰ بن ابی الفتح الاربلی اپنی کتاب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ، ج ۲، ص ۱۳۱، باب ذکر ولد ابی جعفر محمد بن علی علیہما السلام ناشر مکتبہ بنی ہاشم قم ایران میں لکھتے ہیں:

"ابو عبد اللہ جعفر بن محمد علیہ السلام و کان یکنی بہ، و عبد اللہ بن محمد امھما ام فروۃ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر".

۷۔ اس کتاب کے ص ۱۵۵، ذکر الامام السادس جعفر الصادق بن محمد بن علی میں حسین علیہم السلام میں لکھا ہے۔

"وامہ ام فروۃ بنت القاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ"۔ ان کی ماں ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں"۔

۸۔ شیخ عباس قمی اپنی کتاب منتہی الآمال ج ۲، ص ۱۱۹ باب ہفتم، فصل ششم در ذکر اولاد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام مطبع کتابفروشی اسلامیہ تہران میں لکھتے ہیں:

"بدآنکہ اولاد آنحضرت بنا بر آنچہ شیخ مفید وطبرسی ودیگران ذکر کردہ انداز ذکور واناث ہفت نفر زند، ابوعبداللہ جعفر بن محمد علیہ السلام وعبداللہ کہ از مخدرہ نجیبہ جناب ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر بودند"۔

۹۔ اسی کتاب کے صفحہ ۱۲۱ باب ہشتم در تاریخ ابوعبداللہ جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام، فصل اول در بیان ولادت و اسم ولقب واحوال والدۂ آنحضرت است میں ہے۔

"والدۂ ماجدہ آنحضرت نجیبہ جلیلہ مکرمہ علیا جناب فاطمہ مسماۃ بام فروۃ بنت قاسم بن محمد بن ابی

بکراست کہ حضرت صادق علیہ السلام در حق او فرمودہ کانت امی ممن امنت واتقت واحسنت واللہ یحب المحسنین یعنی مادرم از جملۂ زنانی بود کہ ایمان آورد و تقوی و پرہیز گاری را اختیار کرد و احسان و نیکو کاری نمود خدا دوست دارد نیکو کارانرا"۔

۱۰۔ ملا محمد باقر مجلسی اپنی کتاب جلاء العیون ص ۵۱۴ باب ہشتم تاریخ امام ششم حضرت ابو عبداللہ جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام فصل اول میں لکھتے ہیں:

"پدر آں حضرت امام محمد باقر و مادر آنحضرت ام فروۃ دختر قاسم پسر محمد بن ابی بکر، نام او فاطمہ بود کلینی بسند معتبر از آنحضرت روایت کردہ است کہ قاسم بن محمد از معتمدان و مخصوصان حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بود و فرمودہ کہ مادرم از آنہا بود کہ ایمان آوردند و پرہیز گار و نیکو کار بودند و خدا دوست میدارد"۔

"امام جعفر صادقؒ کے والد ماجد امام محمد باقرؒ ہیں اور آپ کی والدہ ام فروۃؒ دختر قاسمؒ بن محمد بن ابی بکرؓ ہیں اور ان کا نام فاطمہ تھا۔ کلینی نے معتبر سند سے روایت کیا ہے کہ قاسمؒ بن محمدؒ حضرت زین العابدینؒ کے قابل اعتماد اور خاص دوستوں میں سے تھے۔ امام جعفر صادقؒ فرماتے ہیں کہ میری ماں ایمان لانے والوں متقی اور پرہیز گاروں میں سے تھیں اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ لوگوں میں سے تھیں"۔

ساتواں رشتہ

شیخ عباس قمی اپنی کتاب منتہی الآمال ج ۱، ص ۲۰۵، ذکر عبداللہ بن جعفر طیارؓ مطبوعہ تہران میں لکھتے ہیں "قاسم بن اسحاق بن عبداللہ بن جعفر طیار کی ماں ام حکیم بنت قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ پس ام حکیمؒ، حضرت جعفر صادقؒ کی والدہ ام فروہؒ کی حقیقی بہن ہیں۔ اس طرح قاسم بن اسحاق حضرت امام جعفر صادقؒ کے خالہ زاد بھائی ہیں۔ ابوبکر صدیقؓ کی اولاد کا خانوادۂ رسول ﷺ کے ساتھ مزید رشتہ ہے۔

فصل دوم:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اہلِ بیت سے رشتہ داری

پہلا رشتہ

حضرت عمر فاروقؓ کائنات کی وہ واحد شخصیت ہیں جس کو اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے رب سے مانگ کرلیا ہے۔ نگاہِ نبوت ﷺ دیکھ رہی تھی کہ عمر بن خطابؓ کے اسلام قبول کرنے پر اسلام کو عزت اور غلبہ عطا ہوگا۔ حدیثِ پاک میں آتا ہے کہ "حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ ایمان لائے تو جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور عرض کیا یا محمد ﷺ بے شک اہلِ آسمان نے حضرت عمرؓ کے اسلام لانے پر خوشیاں منائی ہیں (اور مبارک بادیں دی ہیں)(اس حدیث کو ابنِ ماجہ، ابن حیان اور حاکم نے روایت کیا ہے) حضرت ابوبکر صدیقؓ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضور نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمرؓ سے بہتر کسی آدمی پر ابھی تک سورج طلوع نہیں ہوا (ترمذی۔ حاکم) نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطابؓ ہوتا"۔ (ترمذی۔ احمد۔ حاکم) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا تم سے پہلی امتوں میں محدث (جن پر الہام کیا جاتا تھا) ہوا کرتے تھے۔ اگر میری امت پر کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہے۔ (بخاری۔ مسلم۔ ترمذی) حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا سابقہ امتوں میں بعض لوگ ایسے بھی ہوتے تھے جو نبوت کی سی باتیں کرتے تھے اور اگر میری امت میں ایسا کوئی ہوتا تو وہ عمرؓ ہوتا (مصنف ابن ابی شیبہ)

اس عظیم شخصیت کو اللہ تعالیٰ کے محبوب ﷺ نے اپنی رشتہ داری سے نوازا۔ آپ کی بیٹی سیدہ طیبہ طاہرہ حفصہ رضی اللہ عنہا کو اپنے نکاح میں قبول فرمایا اور امہات المومنین میں شامل فرمایا۔ رب ذوالجلال نے نبی کی ازدواج مطہرات کے بارے ارشاد فرمایا "وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ" (الاحزاب:٦) نبی کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ شرف عطا فرمایا کہ نبی کے نکاح میں آجانے کے بعد وہ کسی دوسرے کے نکاح میں نہیں آسکتیں۔ فرمایا" ولا ان تنکحوا ازواجه من بعده ابدا" (احزاب:۵۳) اور نہ تمہارے لیے یہ جائز ہے کہ نبی کے بعد کبھی بھی ان کی بیویوں سے نکاح کرو"۔ نبی کریم ﷺ کی ازواج مطہرات کو مزید عظمتیں عطا کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا"ینساء النبی لستن کا حدٍ من النساءِ (احزاب:۳۲) اے نبی کی بیویو! تم (عام) عورتوں میں سے کسی ایک کی (بھی) مثل نہیں ہو"۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کی ازواج اہلِ بیت اطہار کے بارے میں مزید فرمایا " اِنما یُرید الله لیذهب عنکم الرجس اهل البیت و یطهر کم تطهیرا (احزاب:۳۳) اے رسول کے گھر والو! اللہ صرف یہ ارادہ فرماتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی نجاست کو دور رکھے اور تم کو خوب ستھرا اور پاکیزہ رکھے"۔

ازواج مطہرات کے متعلق جتنی آیات نازل ہوئی ہیں اور جو شانیں انھیں عطا ہوئی ہیں تو ان میں یقیناً سیدہ حفصہ بنت عمرؓ بن خطاب بھی شامل ہیں۔ حدیثِ پاک میں ہے "عن انس ﷺ قال قال النبی ﷺ یا حفصہ اتانی جبریل آنفاً فقال انہا صوامۃ قوامۃ و ھی زوجتک فی الجنۃ.

حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے حفصہؓ ابھی ابھی جبریل میرے آئے تھے اور مجھے کہا بے شک وہ (سیدہ حفصہؓ) بہت زیادہ روزے دار اور قیام کرنے والی ہیں اور وہ جنت میں بھی آپ کی اہلیہ ہیں"۔ (طبرانی ہیثمی)

اس رشتہ کی وجہ سے حضرت عمر فاروقؓ نبی کریم ﷺ کے سسر ہوئے اور نبی کریم ﷺ ان کے داماد ہوئے۔ سسر اور داماد کے کیا حقوق و فرائض ہیں۔ میرا نبی سب سے بہتر جانتا ہے۔ ایک نبی کے لیے کون سا رشتہ بہتر ہے اور نبی کو کن گھرانوں سے رشتہ داری کرنا چاہئے تو یہ سب کچھ میرے نبی نے امت کو سمجھا دیا ہے اور عمل کر کے دکھا دیا ہے۔

دوسرا رشتہ

اہل بیت رسول ﷺ سے حضرت عمر فاروقؓ کا دوسرا رشتہ یہ ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنی نورِ نظر لختِ جگر دختر نیک اختر سیدہ طیبہ طاہرہ اُم کلثومؓ کا نکاح حضرت عمر فاروقؓ سے کر دیا تھا۔ اس طرح حضرت علیؓ اور سیدہ فاطمۃ الزہراؓ سسر اور ساس بنے اور حضرت عمر فاروقؓ ان کے داماد بنے۔ چند حوالہ جات پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ ابوعبداللہ مصعب بن عبداللہ الزبیری متوفی ۲۳۶ھ اپنی کتاب "نسب قریش" ص ۴۱ تحت ولد علی بن ابی طالب طبع مصر میں لکھتے ہیں:

"واُم کلثوم الکبریٰ ولدت بعمر بن الخطاب و امھم فاطمہ بنت النبی ﷺ یعنی اُم کلثوم کبریٰ کے بطن سے حضرت عمر بن خطابؓ کا بچہ پیدا ہوا ان کی ماں سیدہ فاطمہؓ حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادی تھیں"۔

۲۔ ابوجعفر محمد بن حبیب بن امیہ بن عمرو الہاشمی البغدادی متوفی ۲۴۵ نے اپنی تصنیف "کتاب المحبر" ص ۵۶ تحت اصہار علی طبع دکن میں جہاں حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہ کے داماد کا ذکر کیا ہے۔ وہاں دوسرے نمبر پر حضرت عمر بن الخطابؓ کا ذکر کیا ہے۔

"وعمر بن الخطاب رحمۃ اللہ کانت عندہ ام کلثوم بنت علی ثم خلف علیھا عون ثم محمد ثم عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب.

حضرت عمر بن خطابؓ کے نکاح میں اِم کلثوم بنت علیؓ تھیں۔ اس کے بعد عون بن جعفرؓ کے نکاح میں آئیں اس کے بعد محمد بن جعفرؓ کے نکاح میں آئیں۔ اس کے بعد عبداللہ بن جعفر بن ابی طالبؓ کے نکاح میں آئیں"۔

۳ ابوجعفر محمد بن حبیب ہاشمی نے اسی کتاب المحبر کے صفحہ ۵۴ اور صفحہ ۱۰۱ تحت اصہار عمرؓ طبع حیدر آباد دکن میں حضرت عمرؓ کے داماد کے شمار کرتے ہوئے تیسرے نمبر پر ذکر کیا ہے:

"ابراھیم بن نعیم النحام العدوی کانت عندہ رقیۃ بنت عمرو امھا ام کلثوم بنت علیؓ"

۔ابراہیم بن النحام العدوی ؒ کے نکاح میں رقیہ بنت عمر بن خطابؓ اور ان کی ماں ام کلثومؓ بنت علی المرتضیٰؓ تھیں۔

۴۔ ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری متوفی ۲۷۶ھ کتاب المعارف ص ۹۲ ،طبع نور محمد اصح المطابع کراچی تحت عنوان بنات علی المرتضیٰؓ میں لکھتے ہیں:

"و اما ام کلثوم الکبریٰ و ھی بنت فاطمہؓ فکانت عند عمر بن الخطاب وولدت لہ ولدًا قد ذکرناہ۔ یعنی حضرت علیؓ کی صاحبزادی ام کلثوم کبریٰ جو کہ سیدہ فاطمہ الزہراؓ کی بیٹی تھیں۔حضرت عمر بن خطابؓ کے نکاح میں تھیں۔حضرت عمر بن خطابؓ کی ان سے اولاد بھی ہوئی۔جس کا ہم نے ذکر کیا ہے"۔

۵۔ احمد بن یحیٰ البلاذری متوفی ۲۷۷ھ اپنی کتاب "انساب الاشراف" ج ا،ص ۴۲۸،طبع مصر سن طباعت 1959ھ میں لکھتے ہیں:

"وابراھیم بن النحام بن نعیم بن عبداللہ العدوی۔۔۔۔کانت عندہ رقیۃ بنت عمرؓ اخت حفصۃ لابیھا وامھا ام کلثوم بنت علی۔

یعنی ابراھیم بن نعیم بن عبداللہ عدویؒ کے نکاح میں حضرت عمرؓ کی بیٹی رقیہ تھیں جو باپ کی طرف سے ام المومنین سیدہ حفصہؓ کی بہن ہیں اور ان کی ماں اُم کلثومؓ بن علیؓ ہیں"۔

۶۔ ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم عندلسی متوفی ۴۵۶ھ کتاب "جمھرۃ الانساب العرب" ص ۳۷،۳۸ تحت اولاد علیؓ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت میں لکھتے ہیں:

وتزوج اُم کلثوم بنت علی المرتضیٰ بنت بنت رسول اللہ ﷺ عمر بن الخطاب فولدت لہ زیدًا لم یعقب ورقیۃ ثم خلف علیھا بعد عمرؓ عون بن جعفر بن ابی طالب۔۔۔۔"۔یعنی نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی کی صاحبزادی ام کلثومؓ دختر علی المرتضیٰ کے ساتھ حضرت عمر بن خطابؓ نے نکاح کیا۔ان سے ان کا بیٹا زید ہوا۔جس کے آگے نسل نہیں چلی اور بیٹی رقیہ ہوئی۔پھر حضرت عمر بن خطابؓ کی وفات کے بعد ام کلثومؓ کا نکاح عون بن جعفر بن ابی طالبؓ سے ہوا"۔

۷۔ امام محمد بن اسمٰعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ نے صحیح بخاری میں کتاب الجہاد باب نمبر ۶۶ باب حمل النساء القرب الی الناس فی الغزو میں حدیث نمبر ۲۸۸۱ء میں روایت کرتے ہیں۔

"قال ثعلبۃ بن ابی مالک ان عمر بن الخطاب قسم مروطاً بین نساء من نساء المدینۃ فبقی مرط جید فقال لہ بعض من عندہ یا امیر المومنین اعط ھذا ابنۃ رسول اللہ ﷺ التی عندک یریدون اُم کلثوم بنت علی۔ثعلبہ بن ابی مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطابؓ نے مدینہ کی خواتین میں چادریں تقسیم کیں۔ایک قیمتی چادر بچ گئی۔بعض اہلِ مجلس نے کہا اے امیر المومنین یہ چادر رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی کو دے دیجیئے جو آپ کے نکاح میں ہیں۔ان کی مراد سیدہ ام کلثوم بنت علیؓ تھیں"۔

۸۔ علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۱۴،ص ۱۶۸ مطبوعہ ادارۃ

المطبعة المنیریہ مصر میں اسی حدیث کی شرح میں حضرت عمر بن خطابؓ کے ساتھ سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کے نکاح کی تفصیل بیان کی ہے۔

۹۔ امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ نے طبقات کبریٰ ج ۸، ص ۴۶۲ مطبوعہ دار صادر بیروت میں حضرت سیدہ ام کلثوم بنت علی المرتضیٰ کا حضرت عمر بن الخطابؓ کے ساتھ نکاح کو بیان کیا ہے۔

۱۰۔ حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ متوفی ۱۳۵۶ھ اپنی تصنیف تحقیق الحق فی کلمۃ الحق (مترجم) ص ۱۵۲ مقام اشاعت گولڑا شریف ضلع اسلام آباد سن اشاعت ۲۰۰۴ھ میں لکھتے ہیں۔ ''وام کلثومؓ را بنکاح آورد امیر المومنین عمرؓ پس پسرے زید نام برائے او بزاد و بعد عمرؓ عون بن جعفرؓ بزنی خواست بعد از وے محمد بن جعفرؓ بعد از وے عبداللہ بن جعفرؓ ام کلثومؓ کو امیر المومنین عمرؓ نکاح میں لائے۔ ان سے ایک صاحبزادہ زید نام متولد ہوا۔ حضرت عمرؓ کے بعد عون بن جعفرؓ کے نکاح میں آئیں۔ ان کے بعد محمد بن جعفرؓ ان کے بعد عبداللہ بن جعفرؓ کے نکاح میں آئیں''۔

۱۱۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۴ ص ۲۸۸، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت سن اشاعت ۱۴۲۶ھ میں بخاری شریف کی مذکورہ حدیث جو ہم نمبر ۷ میں بیان کر آئے ہیں۔ اس کی شرح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''حضرت عمرؓ نے حضرت امِ کلثوم بنت علی سے نکاح کیا تھا۔ جن کی والدہ سیدہ فاطمہؓ تھیں اور وہ سیدہ فاطمہؓ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں''۔

۱۲۔ علامہ ابن الاثیر ابی الحسن علی بن محمد الجزری متوفی ۶۳۰ھ کتاب اسد الغابہ ج ۷، ص ۳۷۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت سن اشاعت ۱۴۱۵ھ میں لکھتے ہیں:

''حضرت عمر بن الخطابؓ نے ان کے ساتھ نکاح کا حضرت علیؓ کو پیغام دیا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا وہ ابھی کم سن ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے ابو الحسنؓ آپ اس کا میرے ساتھ نکاح کر دیں اس کی جتنی حفاظت میں کروں گا کوئی اور اِتنی حفاظت نہیں کر سکے گا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا میں اس کو آپ کے پاس بھیجتا ہوں اگر آپ اس سے راضی ہو گئے تو میں نے اس سے آپ کا نکاح کر دیا۔ پس حضرت علیؓ نے حضرت ام کلثومؓ کو ایک چادر دے کر حضرت عمرؓ کی طرف بھیجا اور حضرت ام کلثومؓ سے فرمایا تم ان سے یہ کہنا یہ وہ چادر ہے جس کے متعلق میں نے آپ سے کہا تھا۔ حضرت امِ کلثوم نے حضرت عمرؓ سے اسی طرح کہا تو حضرت عمرؓ نے ان سے کہا کہ آپ حضرت علیؓ سے کہیں کہ میں راضی ہوں۔ آپ سے اللہ راضی ہو۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اے بیٹی یہ تمہارے شوہر ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ آ کر باغ میں بیٹھے جہاں مہاجرین اولین بیٹھے تھے۔ پس فرمایا مجھے مبارک دو۔ لوگوں نے پوچھا اے امیر المومنین کس بات کی؟ فرمایا میں نے حضرت امِ کلثوم بنت علیؓ سے نکاح کر لیا ہے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہر نکاح اور نسب اور سسرال کا رشتہ قیامت کے دن منقطع ہو جائے گا سوائے

میرے نکاح اور نسب اور سسرال کے رشتہ کے اور میرا رسول ﷺ کے ساتھ نسب اور نکاح کا رشتہ تو تھا پس میں نے چاہا کہ میں آپ کے ساتھ سسرال کا رشتہ بھی جوڑ لوں۔ پس لوگوں نے حضرت عمرؓ کو مبارک باد دی پس ان سے حضرت عمرؓ کا ایک بیٹا زید اور ایک بیٹی رقیہ پیدا ہوئیں"۔

یہ بات ایک اٹل حقیقت ہے کہ جس کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عمر فاروقؓ سے کر دیا تھا۔ اب چند حوالہ جات اہلِ تشیع کی کتب سے پیش کر دیتے ہیں تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ حضرت عمر فاروقؓ داماد علی المرتضیٰ ہیں۔ جس پر صرف اہل سنت ہی متفق نہیں بلکہ اہلِ تشیع کے معتبر علماء بھی اتفاق کرتے ہیں۔

۱۳۔ اہلِ تشیع کے معتبر اور قابلِ اعتماد عالم محمد بن یعقوب الکلینی متوفی ۳۲۹ھ فروع کافی ج ۲، ص ۱۴۱ کتاب النکاح باب تزویج ام کلثوم طبع نول کشور لکھنو میں لکھتے ہیں:

"عن هشام بن سالم عن ابی عبد الله علیه السلام قال لما خطب الیه .... فا تاه العباس فاخبره و ساله ان یجعل الا مر الیه فجعله الیه.

یعنی امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب عمر بن الخطابؓ نے حضرت علیؓ کی طرف ان کی لڑکی کا رشتہ طلب کیا تو حضرت علیؓ نے کہا یہ ابھی چھوٹی ہے۔ پھر عمر بن الخطابؓ، حضرت عباس بن عبد المطلبؓ کو ملے۔ ان کو کہا کہ کیا مجھ میں کوئی عیب ہے؟ انھوں نے کہا کہ کیا بات ہے؟ تو عمر بن الخطابؓ نے کہا کہ میں نے تیرے بھتیجے سے ان کی بیٹی کا رشتہ طلب کیا ہے۔ اس نے میری بات کو رد کر دیا ہے۔ خبردار بطور قسم کہتا ہوں کہ ماءِ زمزم کا عہدہ تم سے لے لوں گا تمہاری ہر عزت واحترام کو گرا دوں گا اور چوری پر دو گواہ قائم کر کے ان کے ہاتھ کٹوا دوں۔ پھر حضرت عباسؓ حضرت علیؓ کے پاس آئے ان کو تمام ماجرا بیان کیا اور حضرت علیؓ کو کہا کہ اس عزیزہ کے نکاح کی اجازت کا معاملہ آپ میرے سپرد کر دیں۔ پس حضرت علیؓ نے یہ کام حضرت عباسؓ کے حوالے کر دیا (تاکہ وہ سرانجام دیں)"۔

۱۴۔ محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ فروع کافی ج ۲، ص ۳۱۱ باب التوفی عنہا زوجہا طبع نول کشور لکھنو میں لکھتے ہیں

"عن ابی عبد الله علیه السلام قال سالته عن المراة المتو فی عنها زو جها .... لما تو فی عمر رضی اللہ عنہ اتی ام کلثوم فا نطلق بها الی بیته.

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جس عورت کا شوہر مر جائے تو وہ عدت اپنے گھر گزارے یا جہاں چاہئے؟ فرمایا بلکہ وہ جہاں چاہئے گزارے۔ بے شک حضرت علی علیہ السلام اپنی بیٹی ام کلثومؓ کو اپنے گھر لئے آئے تھے جب حضرت عمرؓ فوت ہوئے تھے"۔

۱۵۔ شیخ الطائفہ ابو جعفر محمد بن حسن الطوسی متوفی ۴۶۰ھ "الاستبصار" ج ۳، ص ۱۸۵۔

ابواب العدۃ مطبع جعفریہ لکھنؤ میں لکھتے ہیں:

"عن ابی عبداللہ علیہ السلام سالتہ عن المرأہ....اتی ام کلثوم فانطلق بھا الیٰ بیتہ.امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جس عورت کا خاوند فوت ہو جائے تو وہ عدت کہاں گزارے؟ فوت شدہ خاوند کے گھر یا جہاں چاہے۔ تو امام جعفر صادقؒ نے فرمایا جہاں چاہے عدت گزار سکتی ہے۔ اس لئے کہ عمر بن الخطابؓ جب فوت ہوئے تو حضرت علیؓ اپنی دختر اُم کلثومؓ کے پاس تشریف لائے اور اپنے گھر لے گئے۔"

16- ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ کتاب "تہذیب الاحکام" ص ۲۳۸ کتاب الطلاق باب عدۃ النساء طبع ایرانی قدیم سن طباعت ۱۳۱۶ھ میں لکھتے ہیں۔ "عن ابی عبداللہ علیہ السلام قال سالتہ عن المرأۃ المتوفیٰ عنھا زوجھا...لما توفی عمر اتی ام کلثوم فانطلق بھا الیٰ بیتہ۔ (ترجمہ گزشتہ روایت میں آگیا ہے)

17- ابو جعفر محمد بن حسن طوسی نے کتاب تہذیب الاحکام ص ۳۸۰ کتاب المیراث باب میراث الغرقیٰ والمھدوم علیھم فی وقتٍ واحدٍ طبع قدیم ایران میں لکھتے ہیں "عن جعفر عن ابیہ قال ماتت اُم کلثوم بنت علی وابنھا زید بن عمر بن الخطاب فی ساعۃ واحد لایدری ایھما ھلک قبل فلم یورث احد ھما من الاخر وصلی علیھما جمیعاً.

امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے والد حضرت امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب علی المرتضیٰؓ کی دختر ام کلثوم اور ان کے بیٹے زید بن عمر بن الخطابؓ ایک ہی وقت میں فوت ہوئے اور یہ پتہ نہ چل سکا کہ ان میں سے کون پہلے فوت ہوا ہے تو اس صورت میں ایک کو دوسرے کا وارث نہ بنایا جا سکا اور ان دونوں پر نماز جنازہ ایک ہی وقت میں یکجا ادا کی گئی۔"

18- سید مرتضیٰ علم الہدیٰ اپنی کتاب "الشافی" ص ۱۱۶ مطبوعہ ایران سن اشاعت ۱۳۰۱ھ میں لکھتے ہیں۔۔۔"فان الروایۃ وردت بان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ خطبھا الیٰ امیر المومنین ...فقال العباس رد امر دھا الی ففعل فزوجہ العباس ایا ھا.

حضرت عمر بن الخطابؓ نے امیر المومنین حضرت علیؓ سے بیٹی کا رشتہ طلب کیا۔ حضرت علیؓ نے ٹال دیا تو حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے کہا کہ مجھ میں کیا عیب ہے؟ انھوں نے کہا کیا بات ہے؟ حضرت عمرؓ نے کہا کہ میں نے تمہارے بھتیجے سے بیٹی کا رشتہ طلب کیا ہے انھوں نے منع کر دیا ہے۔۔۔ حضرت عباسؓ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ آپ اس بیٹی کے نکاح کا اختیار مجھے سپرد کر دیں۔ حضرت علیؓ نے ان کو یہ اختیار دے دیا پس حضرت عباسؓ نے حضرت عمرؓ سے یہ رشتہ کر دیا۔"

19- سید الشریف المرتضیٰ علم الہدیٰ کتاب "تنزیہ الانبیاء" ص ۱۳۸ تا ۱۴۱ طبع ایران میں لکھتے ہیں۔ "فاما انکاحہ علیہ السلام فقد ذکر نا فی کتابنا الشافی....الا بعد توعدٍ وتھددٍ ومراجعۃٍ ومنازعۃٍ۔ یعنی حضرت علیؓ کا حضرت عمرؓ کو اپنی بیٹی کا نکاح کر دینا اس مسئلہ کا جواب ہم نے اپنی کتاب "الشافی" میں پورے بسط و تفصیل سے تحریر کر دیا ہے اور اور ہم نے واضح کر دیا ہے کہ حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی کا رشتہ حضرت عمرؓ کے ڈرانے دھمکانے

اور بار بار مراجعت و منازعت کے بعد کیا تھا۔"

20- ابن ابی الحدید شیعی متوفی ۶۵۶ھ شرح نہج البلاغہ حدیدی ص ۵۷۵، ج ۴ طبع بیروت سن طباعت ۱۹۵۶ھ میں نہج البلاغہ کے متن "نعم الطیب المسک خفیف محملہ، عطر ریحہ" کے تحت ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ اس میں حضرت علیؓ کی صاحبزادی کا حضرت عمرؓ کے نکاح میں ہونا بالکل واضح ہے۔ "وجه عمر الی ملك الروم بریداً فاشترت ام کلثوم امراة عمر طیبا بدنانیر وجعلته فی قارورتین واهد تهما الی امراة ملك الروم... قال بینی وبینك ابوك فقال علی علیه السلام لك منه بقیمة دینارك والباقی للمسلمین جملة لان برید المسلمین حمله"

یعنی عمر بن خطابؓ ایک دفعہ روم کے بادشاہ کی طرف ایک ایلچی روانہ کرنے لگے تو ان کی بیوی ام کلثومؓ نے چند دینار کی خوشبو خرید کر دو شیشیوں میں ڈالی اور بادشاہ روم کی عورت کی طرف پیغام رساں کے بدست تحفت ارسال کر دی۔ جب پیغام رساں واپس آیا تو اس خوشبو کے عوض میں دونوں شیشیاں جواہر سے پرشدہ لا کر حضرت عمرؓ کے گھر پہنچا دیں۔ جب حضرت عمرؓ گھر داخل ہوئے تو ان کی بیوی (ام کلثوم) جواہر کو گود میں لئے بیٹھی تھی۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ یہ جواہر کہاں سے حاصل کیے؟ ام کلثومؓ نے تمام قصہ بیان کر دیا۔ عمر بن خطابؓ نے جواہر کو قبضہ میں لے لیا اور فرمایا کہ یہ تو تمام مسلمانوں کے ہیں۔ ام کلثومؓ نے کہا کہ وہ کس طرح؟ یہ تو میرے ہدیہ کے عوض میں آئے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میرے اور تیرے درمیان جو تیرا باپ فیصلہ کر دے وہ معتبر ہوگا پھر حضرت علیؓ نے فیصلہ دیا کہ اے ام کلثومؓ اس تحفہ کی خریداری میں جس قدر تیرے دینار خرچ ہوئے تھے ان جواہر سے تو اتنی مقدار لے سکتی ہے باقی جواہر تمام مسلمانوں (بیت المال) کے لیے ہیں اس لیے کہ اسے مسلمانوں کا ایلچی اٹھا کر لایا ہے۔"

21- شیخ عباس قمی اپنی تصنیف منتہی الآمال ج ۱، ص ۱۸۶ فصل ششم در ذکر اولاد حضرت امیر المومنین علیہ السلام مطبوعہ کتابفروشی اسلامیہ تہران سن طباعت ۱۳۷۹ھ میں لکھتے ہیں۔ "واما ام کلثوم رضی اللہ عنہا حکایت تزویج او با عمر رضی اللہ عنہ در کتب مسطور است وبعد از او عون بن جعفر رضی اللہ عنہ وازپس او زوجہ محمد بن جعفر رضی اللہ عنہ گشت۔ وابن شہر آشوب از کتاب امامت ابو محمد نوبختی روایت کہ دہ کرام کلثوم رضی اللہ عنہا را عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تزویج کرد۔"

سیدہ ام کلثومؓ کی شادی حضرت عمرؓ سے ہوئی جو کہ کتاب میں تحریر ہے ان کے بعد عون بن جعفرؓ سے ہوئی اور ان کے بعد محمد بن جعفرؓ سے شادی ہوئی۔ اور ابن شہر آشوب نے کتاب امامت میں ابو محمد نوبختی سے روایت کرتے ہیں کہ ام کلثوم کی شادی عمر بن خطابؓ سے ہوئی۔"

22- اہل تشیع کے مشہور اور معتبر محقق الحلی المتوفی ۶۷۶ھ نے فقہ جعفریہ کی معتبر کتاب لکھی جس کا نام "شرائع الاسلام" رکھا۔ شیعہ حضرات میں یہ کتاب متن کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے کتاب النکاح باب لواحق العقد میں لکھا ہے۔

"یجوز نکاح الحرة العبد والعربیة العجمی والهاشمیة غیر الهاشمی۔" "اور آزاد عورت کا غلام مرد کے ساتھ اور عربی عورت کا عجمی مرد کے ساتھ اور ہاشمی عورت کا غیر ہاشمی مرد کے ساتھ نکاح جائز ہے۔"

۹۶۴ھ میں مذکورہ شرائع الاسلام کی شرح شیخ زین الدین العاملی المعروف الشہید الثانی نے "مسالک الافہام" کے نام سے لکھی۔ یہ فقہ جعفری کی متفقہ اور مجمع علیہ کتاب ہے یعنی اس میں کوئی اختلافی مسئلہ نہیں ہے۔ علامہ محقق الحلی کے متن مذکور کی شرح اور دلیل بیان کرتے ہوئے الشہید الثانی کتاب "مسالک الافہام شرح شرائع الاسلام" کتاب النکاح باب الواحق العقد ج ا مطبوعہ ایران سن طباعت ۱۲۷۳ھ میں لکھتے ہیں "وزوج النبی ابنته عثمان وزوج ابنته زینب بابی العاص بن الربیع ولیسا من بنی ہاشم وکذلک زوج علی ابنته ام کلثوم من عمر وتزوج عبداللہ بن عمرو بن عثمان فاطمة بنت الحسین وتزوج مصعب بن الزبیر اختھا سکینة وکلھم من غیر بنی ہاشم نبی کریم ﷺ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح حضرت عثمانؓ اور اپنی دوسری بیٹی زینب کا نکاح حضرت ابوالعاص بن ربیعؓ سے کر دیا تھا حالانکہ یہ دونوں بنی ہاشم سے نہ تھے۔ اسی طرح حضرت علیؓ نے اپنی بیٹی ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عمرؓ سے کر دیا تھا اور عبداللہؓ بن عمرؓو بن عثمان غنیؓ کی شادی فاطمہؓ بنت امام حسینؓ سے ہوئی اور اس کی بہن سکینہؓ بنت حسینؓ کی شادی مصعب بن زبیرؓ سے ہوئی اور یہ سب بنی ہاشم میں سے نہ تھے۔"

23- علامہ قاضی نور اللہ شوشتری متوفی ۱۰۱۹ھ اپنی کتاب "مجالس المؤمنین ج ا ص ۱۸۲ مجلس سوم تذکرہ عباس بن عبدالمطلب الہاشمیؓ، قصہ تزویج ام کلثوم مطبوعہ کتابفروشی اسلامیہ تہران میں لکھتے ہیں۔ "چوں عمر بن خطابؓ جہت تزویج خلافت فاسدہ خود داعیہ تزویج ام کلثوم دختر حضرت امیر نمود۔۔ چوں مبالغۂ عباس درآں باب از حد گزشت آں حضرت از روی اکراہ ساکت شدند تا آنکہ عباس از خود ارتکاب تزویج اونمود۔ جب عمر بن خطابؓ نے اپنی خلافت فاسدہ کی ترویج کرنے کے لیے حضرت علیؓ کی صاحبزادہ ام کلثومؓ کی تزویج کو ذریعہ بنایا اور حضرت علیؓ نے قیام دلائل کی بنا پر بار بار اس کا انکار کیا تو آخر کار عمر بن خطابؓ نے عباسؓ کو اپنے پاس بلایا اور قسم کھا کر کہا اگر تم میری دامادی پر علی بن ابی طالبؓ کو راضی نہیں کرو گے تو میں اس کی مدافعت میں امکانی کوشش کر گزروں گا۔ جب حضرت عباسؓ کا مبالغہ حد سے بڑھ گیا تو مجبوری کی بنا پر حضرت علیؓ خاموش ہو گئے حتی کہ حضرت عباسؓ نے از راہِ خود اس رشتہ کو انجام دیا۔"

24- قاضی نور اللہ شوشتری اپنی اسی کتاب مجالس المومنین ج ا، ص ۱۹۵ تذکرہ محمد بن جعفر طیارؓ کے تحت لکھتے ہیں۔ "محمد بن جعفرؓ بعد از فوت عمر بن خطابؓ بشرف مصاہرت حضرت امیر المومنین علیہ السلام مشرف گشتہ ام کلثوم را کہ باعدم کفائت از روئے اکراہ در حبالہ عمرؓ بود ترویج نمود۔ عمر بن خطابؓ کی وفات کے بعد محمد بن جعفر طیارؓ نے امیر المومنین علیہ السلام کے داماد ہونے کا شرف حاصل کیا اور ام کلثومؓ سے نکاح کیا۔ ام کلثومؓ غیر کفو ہونے کی وجہ سے مجبوراً عمر بن خطابؓ کے نکاح میں تھی۔"

25- قاضی نور اللہ شوشتری اپنی کتاب "مجالس المومنین" ج ا، ص ۲۰۴ تذکرہ مقداد بن الاسودؓ کے تحت لکھتے

اس۔ ہم گر نبی بہ عثمان داد ولی دختر بعمر فرستاد۔ اگر نبی کریم ﷺ نے اپنی بیٹی حضرت عثمانؓ کو نکاح کردی تو ولی (علی المرتضی

علیہ السلام) نے اپنی بیٹی عمر بن خطابؓ کی طرف بھیج دی۔"

26- کنز العمال ج ۷، ص ۸۸ بحوالہ ابن عساکر طبع اول دکن میں ایک روایت حضرت علیؓ کے صاحبزادے محمد بن
حنیفہؓ سے روایت کرتے ہیں جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کا یہ رشتہ مجبوری یا نفرت پر مبنی نہیں تھا بلکہ
آپس میں پیار محبت سے تھا۔ حضرت علیؓ کے صاحبزادے اپنی بہن کے پاس آتے جاتے تھے۔ عبارت ملاحظہ ہو۔

عن ابن الحنفیہ ؓ قال دخل عمر بن الخطاب وانا عنداختی ام کلثوم بنت علی فضمنی قال الطفیہ یا ام
کلثوم۔ محمد بن حنیفہؓ ذکر کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ اپنے گھر تشریف لائے اور میں اپنی بہن ام کلثومؓ بنت علیؓ کے پاس
بیٹھا ہوا تھا۔ حضرت عمرؓ نے (شفقت سے) مجھے گلے لگایا اور فرمایا ام کلثومؓ اپنے عزیز سے نہایت لطف و مہربانی سے پیش آنا۔"

27- مصنف ابن ابی شیبہ ج ۴ ص ۳۳۶ کتاب النکاح باب ما قالوافی الرجل ینظر الی شعراختہ وابنتہ مطبوعہ دکن میں
روایت لاتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ اپنی بہن کے گھر آیا جایا کرتے تھے۔ یہ
اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کا رشتہ پیار محبت سے ہوا تھا نہ کہ زبردستی ہوا تھا۔ محدث ابن ابی شیبہؓ نے
باب باندھا ہے کہ انسان اپنی بہن یا بیٹی کے سر کے بالوں کو دیکھ سکتا ہے یا نہیں؟ روایت ملاحظہ ہو

عن ابی صالح ان الحسن والحسین کانا ید خلان علی اختہما ام کلثوم وھی تمشط۔ ابوصالح روایت کرتے ہیں
کہ سیدا امام حسنؓ اور سیدنا امام حسینؓ اپنی بہن ام کلثومؓ کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے اور وہ سر کو کنگھی کر رہی ہوتی تھیں۔"

یہ بات اظہر من الشمس ہوگئی ہے کہ حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنی صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر فاروقؓ
سے کر دیا تھا۔ حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ اور حضرت محمد بن حنیفہؓ اپنی بہن کے گھر تشریف لے جاتے تھے۔ اور ان
کا حضرت عمر فاروقؓ سے ملاقات ہوئی تھی۔ اور ان کا آپس میں ملنا ایک دوسرے کو گلے لگانا بھی ثابت ہے وہ یقینا رحماء
بینھم کی تفسیر تھے۔

فصل سوم:

حضرت عثمان غنیؓ کی اہل بیت رسول ﷺ سے رشتہ داری

حضرت عثمانؓ بن عفانؓ کے خاندانِ رسول ﷺ سے کافی رشتے ہیں۔ جو دونوں گھرانوں کی آپس میں محبت پر دلالت کرتے ہیں۔ ذیل میں ہم چند رشتے بیان کرتے ہیں۔

پہلا رشتہ

حضرت عثمانؓ باپ کی طرف سے نبی کریم ﷺ کے بھتیجے اور ماں کی طرف سے بھانجے لگتے ہیں۔ حضرت عثمانؓ کا شجرہ نسب یوں ہے۔ عثمانؓ بن عفان بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف۔

نبی کریم ﷺ کا شجرہ نسب یوں ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔ اسی طرح حضرت عثمان کی والدہ اروی کا شجرہ نسب باپ کی طرف سے یوں ہے۔ اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف۔ حضرت عثمانؓ کی والدہ کا شجرہ نسب ماں کی طرف سے یوں ہے۔ اروی بنت ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔

یہ شجرہ نسب آپ درج ذیل کتب میں دیکھ سکتے ہیں:

۱۔ طبقات ابن سعد ج ۸، ص ۱۶۶ تذکرہ اروی ؓ

۲۔ تاریخ خلیفہ ابن خیاط ج ۱، ص ۱۳۱ طبع نجف اشرف عراق

۳۔ انساب الاشراف للبلاذری ج ۵، ص ۱ طبع بغداد عراق تذکرہ عثمان بن عفانؓ

۴۔ کتاب المحبر لابی جعفر بغدادی ص ۴۰۷ طبع حیدر آباد دکن۔

۵۔ امام حاکم نے المستدرک ج ۳، ص ۹۶ طبع دکن میں اور

۶۔ ابن الاثیر الجزری نے اُسد الغابہ ج ۵، ص ۱۹۱ باب النساء میں یوں بیان کیا ہے۔

"اروی بنت کریز حبیب بن عبدشمس وھی ام عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ امھا ام حکیم وھی البیضاء بنت عبدالمطلب عمۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ماتت فی خلافۃ عثمان"۔ اروی جو کہ کریز بن حبیب بن عبد شمس کی دختر اور عثمان بن عفانؓ کی والدہ ہیں۔ ان (اروی) کی ماں ام حکیم جو البیضاء بنت عبدالمطلب ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی پھوپھی محترمہ ہیں۔ خلافت عثمان میں فوت ہوئیں۔

۷۔ علامہ ابن عبدالبر نے "استیعاب" ج ۴ تذکرہ اروی بنت ام حکیم بنت عبدالمطلب کے تحت لکھا کہ حضرت عثمانؓ کی نانی ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب نبی کریم ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہؓ کے ساتھ جڑواں پیدا ہوئیں۔

۸۔ شیخ عباس قمی نے منتہی الآمال ج ۱، ص ۱۱۱ فصل نہم در بیان احوال اقرباء حضرت رسول اللہ ﷺ میں بھی اسی شجرہ کو بیان کرتے ہیں۔ ''وامام ام حکیم بن عبدالمطلب پس او زوجہ کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بودہ۔''

اس رشتہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عثمانؓ کی والدہ ماجدہ اروٰیؓ نبی کریم ﷺ اور حضرت علیؓ کی پھوپھی زاد بہن ہیں۔ حضرت عبداللہؓ، حضرت عباسؓ، حضرت حمزہؓ اور حضرت ابوطالبؓ ان کے ماموں ہیں۔ نبی کریم ﷺ اور حضرت علیؓ ان کے ماموں زاد بھائی ہیں۔

دوسرا رشتہ

نبی کریم ﷺ نے اپنی دو بیٹیاں سیدہ رقیہؓ اور سیدہ ام کلثوم کو یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ کے نکاح میں دیا۔ دنیا کا یہ واحد شخص ہے جس کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں آئیں اس لئے آپ کا لقب ذوالنورین ہے۔ یہ حوالہ درج ذیل کتب میں ہے۔

۱۔ امام جلال الدین سیوطیؒ متوفی ۹۱۱ھ اپنی تصنیف تاریخ الخلفاء ص ۱۴۸ ذکر عثمان بن عفانؓ مطبوعہ المکتبہ التجاریہ الکبریٰ مصر اشاعت دوم سن طباعت ۱۹۵۹ء میں لکھتے ہیں۔ ''قال العلماء: ولا یعرف احد تزوج بنتی نبی غیرہ ولذلک سمی ذاالنورین۔''

۲۔ محدث احمد بن حجر الھیتمی المکی متوفی ۹۷۴ھ اپنی تصنیف ''الصواعق المحرقہ'' باب ۷ فصل اول ص ۱۰۷ مطبوعہ کتب خانہ مجیدیہ ملتان میں مندرجہ بالا الفاظ تحریر فرمائے ہیں۔

۳۔ علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ کنز العمال ج ۶، ص ۳۷۱ تحت فضائل عثمان ذی النورینؓ میں یہی الفاظ لکھے ہیں۔ اس کے علاوہ درج ذیل کتب میں تفصیل کے ساتھ ذکر موجود ہے۔

۴۔ اسد الغابہ، تذکرہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ ج ۵، ص ۴۵۶

۵۔ طبقات ابن سعد ج ۸، ص ۲۴ تذکرہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ

۶۔ الاصابہ معہ الاستیعاب ج ۴، ص ۲۹۸ تحت رقیہ بنت رسول ﷺ

اہل تشیع کے مشہور مورخ المسعودی متوفی ۳۴۵ھ نے اپنی کتاب ''التنبیہ والاشراف'' ص ۲۵۵ تحت ذکر خلافۃ عثمانؓ میں مذکورہ رشتہ کی تائید میں لکھتے ہیں۔

''وکان لہ من البنین تسعۃ، عبداللہ الاکبر، توفی ولہ من العمر ست سنین۔ امہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ۔ علی ما قدمنا۔ حضرت عثمانؓ کے نو بیٹے تھے ایک عبداللہ اکبر تھے جو چھ سال کی عمر فوت ہوگئے۔ ان کی والدہ رقیہ بنت رسول اللہ ﷺ تھیں جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے۔''

تیسرا رشتہ

نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی سیدہ رقیہؓ کا وصال ۲ھ میں ہوا تو آپ نے دوسری صاحبزادی سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح حضرت

عثمانؓ سے کر دیا۔ ربیع الاول ۳ھ میں نکاح ہوا اور جمادی الاخری ۳ھ میں رخصتی ہوئی۔ سیدہ ام کلثومؓ اپنی وفات تک حضرت عثمانؓ کے گھر آباد رہیں۔ شعبان ۹ھ میں ان کا وصال ہوا۔ درج ذیل کتب میں تفصیل موجود ہے۔

۱۔ طبقات ابن سعد ج ۸، ص ۲۵، تذکرہ ام کلثومؓ بنت رسول اللہ ﷺ

۲۔ الاستیعاب لابن عبدالبر ج ۴، ص ۴۶۳ تذکرہ ام کلثومؓ بنت رسول اللہ ﷺ طبع مصر

۳۔ أسد الغابہ ج ۵، تذکرہ ام کلثومؓ بنت رسول اللہ ﷺ طبع تہران ایران

اس کے علاوہ وہ روایات جن میں یہ وضاحت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمانؓ سے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا۔

۴۔ أسد الغابہ ج ۵، ص ۶۱۳ تذکرہ ام کلثوم بنت النبی ﷺ میں اور

۵۔ المستدرک للحاکم ج ۴، ص ۴۹ تذکرہ ام کلثوم بنت الرسول ﷺ میں روایت ہے۔

"یا عثمان هذا جبریل علیه السلام یا مرنی عن الله عزوجل ان ازوجک اختها ام کلثوم علی مثل صداقها۔ اے عثمانؓ یہ جبریل ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیتے ہیں کہ میں رقیہؓ کی بہن ام کلثومؓ کا نکاح تجھ سے کر دوں۔ حق مہر وہی ہوگا جو رقیہ کا تھا۔"

بعض کتب میں روایت یوں بیان کی گئی ہے۔

"عن امه ام عیاش و کانت امة لرقیة بنت رسول الله ﷺ قالت قال رسول الله ﷺ مازوجت ام کلثوم من عثمان الا بوحی من السماء۔ رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادی رقیہ خادم ام عیاش روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آسمانی وحی کی بنا پر اپنی دختر ام کلثومؓ کا نکاح عثمان بن عفانؓ سے کر دیا ہے۔"

اس روایت کو درج ذیل محدثین نے بیان کیا ہے۔

۶۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ تاریخ کبیر ج ۲، ص ۲۸۱۔ باب روح

۷۔ علامہ علی متقی ہندی، کنزالعمال ج ۶، ص ۱۴۸، ۱۴۹ باب فضائل ذی النورین

۸۔ حافظ ابوبکر علی بن احمد خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۳۶۴ تذکرہ فضل بن جعفر بن عبداللہ

۹۔ حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ مجمع الزوائد ج ۹، ص ۸۳

۱۰۔ محدث احمد بن حجر الہیتمی المکی متوفی ۹۷۴ھ الصواعق المحرقہ ص ۱۰۸، باب ۷ فصل ۲ مطبع مکتبہ مجیدیہ ملتان جب نبی کریم ﷺ کی لختِ جگر نور نظر سیدہ ام کلثوم کی ۹ھ میں وفات ہوئی تو حضرت عثمانؓ کی غمگینی اور پریشانی کی انتہا ہو گئی۔ اس دوران سرور کائنات ﷺ نے حضرت عثمانؓ کی کمال فضلیت بیان فرماتے ہوئے یوں عزت افزائی فرمائی۔

"اخرج ابن عساکر عن علی رضی الله عنه قال سمعت النبی علیه الصلوٰة والسلام یقول لعثمان لو ان

لی اربعین ابنة زوجتك واحدة بعد واحدة حتی لا یبقی منهن واحدة.

ابن عساکر نے بیان کیا ہے حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت عثمانؓ سے فرمایا اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے تجھ سے شادی کر دیتا حتیٰ کہ ایک بھی نہ رہ جاتی۔“

۱۱۔ تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۱۵۳ فصل فی الاحادیث الواردۃ فی فضلہ تذکرہ عثمان بن عفانؓ مطبوعہ المکتبہ التجاریہ مصر اشاعت دوم ۱۹۵۹ء۔

۱۲۔ الصواعق المحرقۃ لابن حجر الھیتمی المکی ص ۱۱۰ باب ۷، فصل ۲ مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ ملتان۔

۱۳۔ اسد الغابہ لابن اثیر الجزری ج ۳، ص ۳۷۶ تذکرہ عثمان بن عفانؓ

چند حوالہ جات اہل تشیع کی کتب سے پیش کرتے ہیں جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی چار دختران تھیں اور ان کی شادیاں کن کے ساتھ ہوئیں۔

۱۴۔ ابوالحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی اپنی تصنیف ”مروج الذھب ج ۲، ص ۲۹۸ ایڈیشن پنجم سن طباعت ۱۹۶۷ء میں لکھتے ہیں۔

”وکل الاولاد ﷺ من خدیجة خلا ابراهیم ولد له ﷺ القاسم وبه کان یکنی وکان اکبر بنیه سناً ورقیة وام کلثوم فتزوجهما عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ واحدة بعد واحدة۔ حضور ﷺ کی تمام اولاد سیدہ خدیجہؓ سے ہے سوائے حضرت ابراہیم کے۔ آپ کے صاحبزادے قاسمؓ جو تمام صاحبزادوں سے بڑے اور ان کے نام پر آپ کی کنیت ہے۔ اور آپ کی صاحبزادیاں رقیہ اور ام کلثومؓ جن سے یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ نے شادی کی۔“

۱۵۔ ملا باقر مجلسی اپنی تصنیف ”حیات القلوب“ ج ۲، ص ۵۸۸، باب ۵۱ در بیان احوال اولاد امجاد آنحضرت است مطبوعہ کتابفروشی اسلامیہ تہران اشاعت سوم میں لکھتے ہیں:

”ابن بابویہ بسند معتبر از آنحضرت روایت کردہ است کہ از برائے رسول خدا متولد شد از خدیجہؓ قاسمؓ وطاہرؓ ونام طاہر عبداللہؓ بود وام کلثومؓ ورقیہؓ وزینبؓ وفاطمہؓ۔ حضرت امیر المومنین فاطمہ را تزویج نمود۔ زینب را ابوالعاصؓ بن ربیعہ واو مردے بود از بنوامیہ عثمان وعفانؓ ام کلثوم را تزویج نمود۔ پس چوں بجنگ بدر رفتند حضرت رسول اللہ ﷺ رقیہ را باو تزویج نمود۔

۱۶۔ شیخ عباس قمی اپنی کتاب ”منتہی الآمال“ ج ۱، ص ۱۰۸، باب اول فصل ہشتم مطبوعہ کتابفروشی اسلامیہ تہران میں حیات القلوب کے مطابق روایت کرتے ہیں۔

ان دونوں روایات کا حاصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اولاد سیدہ خدیجہؓ سے قاسمؓ اور طاہرؓ جن کا نام عبداللہ اور ام کلثومؓ، رقیہ، زینبؓ اور فاطمہؓ پیدا ہوئیں۔ سیدہ فاطمہؓ کا نکاح حضرت علیؓ سے ہوا۔ زینبؓ کا نکاح ابوالعاصؓ بن ربیعہ سے ہوا جو کہ بنوامیہ سے تھے۔ سیدہ ام کلثومؓ اور سیدہ رقیہ کا نکاح یکے بعد دیگرے حضرت عثمانؓ سے ہوا۔

چوتھا رشتہ

۱۔ حضرت علی المرتضیٰؓ کے حقیقی بھائی اور نبی کریم ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت جعفر طیارؓ بن ابی طالب کے بیٹے عبداللہ بن جعفر طیارؓ کی صاحبزادی ام کلثوم کا نکاح حضرت ابانؓ بن عثمان غنیؓ سے ہوا۔ عبداللہ بن جعفر طیارؓ حضرت علیؓ کے بھتیجے اور داماد ہیں۔ حضرت امام حسنؓ اور حضرت امام حسینؓ کے چچازاد اور بہنوئی ہیں۔ انھوں نے اپنی بیٹی ام کلثومؓ کا رشتہ حضرت عثمان غنیؓ کے بیٹے حضرت ابانؓ سے کیا۔ ابن قتیبہ دینوری متوفی ۲۷۶ھ نے اپنی کتاب ''المعارف'' ص ۸۶ تذکرہ ابان بن عثمانؓ مطبوعہ مصر کے تحت لکھا۔ ''وکانت عندہ ام کلثوم بنت عبداللہ بن جعفرؓ۔ یعنی عبداللہ بن جعفرؓ طیار کی بیٹی ام کلثومؓ حضرت ابان بن عثمانؓ کے نکاح میں تھیں۔''

۲۔ ابن قتیبہ دینوری نے ''المعارف'' کے صفحہ ۹۰ مطبوعہ مصر تذکرہ اولاد عبداللہ بن جعفرؓ کے تحت لکھا ''فاما ام کلثوم فکانت عند القاسم بن محمد بن جعفرؓ بن ابی طالب۔۔۔ ثم تزوجہا ابان بن عثمان بن عفانؓ۔۔۔ یعنی ام کلثوم پہلے قاسم بن محمد بن جعفرؓ کے نکاح میں تھیں۔۔۔۔ اس کے بعد ابان بن عثمانؓ کے نکاح میں آئیں۔''

یہ بھی واضح رہے کہ حضرت عبداللہ بن جعفر طیارؓ کی نماز جنازہ ان کے داماد حضرت ابان بن عثمان غنیؓ نے پڑھائی۔ اس بات کا تذکرہ کتاب، i۔ نسب قریش تذکرہ ولد جعفر بن ابی طالب، ii۔ الاستیعاب معہ اصابہ تذکرہ عبداللہ بن جعفر طیارؓ، iii۔ اُسد الغابہ تذکرہ عبداللہ بن جعفر طیار کے علاوہ اہل تشیع کی کتاب ''عمدہ الطالب فی انساب آل ابی طالب، ص ۳۸ پر موجود ہے۔

''ومات عبداللہ بالمدینہ سنۃ ثمانین وصلی علیہ ابان بن عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ودفن بالبقیع۔''

اس حوالہ کی تصدیق شیخ عباس قسمی نے اپنی کتاب منتہی الآمال ج ۱، ص ۲۰۵ پر ان الفاظ سے کی ہے۔ ''درعمدۃ الطالب است کہ عبداللہ بن جعفر در ۸۰ ھجری در مدینہ وفات کرد۔ ابان بن عثمان بن عفانؓ بروے نماز گذاشت و در بقیع مدفون شد۔ عمدۃ الطالب میں آیا ہے کہ عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے ۸۰ ہجری میں مدینہ میں وفات پائی اور ابان بن عثمان بن عفانؓ نے ان پر نماز جنازہ پڑھائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔''

پانچواں رشتہ

حضرت امام حسینؓ کی صاحبزادی سکینہ بنت حسین کا نکاح حضرت عثمان غنی کے پوتے حضرت زید بن عمرو بن عثمانؓ سے ہوا۔

۱۔ طبقات ابن سعد ۸، ص ۳۴۹ تذکرہ سکینہ بنت الحسینؓ

۲۔ کتاب نسب قریش لمصعب زبیری ج ۲، ص ۵۹ طبع مصر میں ہے

''تزوجہا مصعب بن الزبیر بن العوام فولدت لہ فاطمۃ ثم قتل عنہا فخلف علیہا عبداللہ بن عثمان بن

حکیم بن حزام۔۔۔ فولدت عثمان الذی یقال له قرین و حکیما و ربیحه فهلک عنها فخلف علیها زید بن عمرو بن عثمان بن عفانؓ۔

سیدہ سکینہ بنت الحسینؓ کے ساتھ مصعب بن زبیر بن عوامؓ نے نکاح کیا۔ ان سے ایک بیٹی فاطمہؓ پیدا ہوئی۔ پھر مصعب شہید ہو گئے اس کے بعد سیدہ سکینہ کا نکاح عبداللہ بن عثمان عبداللہ بن حکیم بن حزام سے ہوا۔ ان سے عثمان (جن کو قرین کہتے تھے)، حکیم اور ایک لڑکی ربیحہ ہوئی۔ پھر وہ فوت ہو گئے اس کے بعد زید بن عمرو بن عثمان بن عفانؓ نے سیدہ سکینہؓ سے نکاح کیا۔

۳۔ کتاب نسب قریش ج ۴، ص ۱۲۰

۴۔ المعارف لابن قتیبہ ص ۸۷، ص ۹۴ تحت اولاد عثمان بن عفانؓ طبع مصر

۵۔ جمہرۃ الانساب العرب لابن حزم ج ۱، ص ۸۶ طبع جدید میں مزید لکھا ہے۔

"۔۔۔وزید بن عمرو بن عثمان بن عفانؓ هذا هو الذی کانت عنده، سکینة بنت حسینؓ فهلک عنها فورثته۔ اس کے بعد زید بن عمرو بن عثمان بن عفانؓ نے سکینہ بنت حسینؓ سے نکاح کیا۔ زید ان کے پاس فوت ہوئے اور سکینہ نے ان سے وراثت پائی۔"

بعض لوگ کہتے ہیں کہ سیدہ سکینہؓ کربلا سے واپس مدینہ آتے ہوئے راستہ میں وصال فرما گئیں یہ درست نہیں ہے۔ شیخ عباس قمی اپنی کتاب منتہی الآمال ج ۱، ص ۶۳۴ باب پنجم مقصد چہارم، فصل ۱۲، در بیان عدد اولاد حضرت امام حسین علیہ السلام مطبوعہ تہران ایران میں لکھتے ہیں۔

"سیدہ فاطمہ صغریٰ زوجہ سید حسن مثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام کا وصال ۱۱۷ھ میں ہوا اسی سال ان کی ہمشیرہ سیدہ سکینہؓ مدینہ تشریف لائیں۔ یہ عقیلہ قریش تھیں۔ افصح و اعلم تھیں۔ شعر و ادب سے زیادہ لگاؤ تھا۔" اگر سیدہ سکینہؓ کربلا کے واقعہ کے بعد وصال فرماتی تو ان کی یہ خصوصیات کیسے بیان کی جا سکتی ہیں۔ کیونکہ اس وقت وہ بہت کم عمر تھیں۔

چھٹا رشتہ

سیدۃ فاطمہ صغریٰؓ بنت الحسین بن علی المرتضیٰ علیہ السلام کا نکاح حضرت عثمانؓ کے پوتے حضرت عبداللہ بن عمرو بن عثمان غنیؓ سے ہوا۔ درج ذیل کتب میں اس رشتہ کا بیان ہے۔

۱۔ طبقات ابن سعد، ج ۸، ص ۳۴۷، ص ۳۴۸ تذکرہ فاطمہ بنت حسینؓ،

۲۔ کتاب نسب قریش ج ۴، ص ۱۱۴

۳۔ کتاب المحبر لابی جعفر محمد بن حبیب بن امیہ بغدادی، ص ۴۰۴، طبع حیدر آباد دکن

۴۔ کتاب الجرح والتعدیل لابی حاتم الرازی ج ۳، القسم ثانی ص ۱۰۳ طبع حیدر آباد دکن

۵۔ المعارف لابن قتیبہ دینوری ص ۹۳ طبع مصر میں ہے ”۔۔۔تزوجها (فاطمه بنت حسين) ابن عمها حسن (مثنی) بن حسن بن علی ابن ابی طالب ؓ فولدت له، عبدالله (المحض) وابراهيم وحسنا وزينب ثم مات عنها فخلف عليها عبدالله بن عمرو بن عثمان بن عفان ؓ زوجها فاطمہ دختر حسینؓ سے ان کے چچازاد حسن مثنیٰ بن امام حسنؓ نے نکاح کیا۔ اس سے حضرت عبداللہ محض، ابراہیم، حضرت حسن اور زینب پیدا ہوئیں۔ پھر جب حسن مثنیٰ فوت ہو گئے تو عبداللہ بن عمرو بن عثمانؓ کے ساتھ فاطمہ کا نکاح ہوا۔“

واضح رہے سیدہ فاطمہ بنت حسینؓ کی والدہ ام اسحاق بنت طلحہ بن عبیداللہ ہے۔ شیعہ علماء نے بھی اس رشتہ کو بیان کیا ہے۔ درج ذیل کتب میں ملاحظہ فرمائیں۔

۶۔ مقاتل الطالبیین لابوالفرج اصفہانی ص ۷۶ تذکرہ محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان، طبع ایران

۷۔ التنبیہ والاشراف للمسعودی ص ۲۵۵ تحت ذکر خلافت عثمان بن عفانؓ الفاظ یوں ہیں: ”وامه فاطمة بنت الحسين كان عبدالله بن عمرو بن عثمان بن عفان تزوجها بعد وفات الحسن بن الحسن بن علي بن ابي طالب۔“ (محمد بن عبداللہ) ان کی ماں سیدہ فاطمہ بنت حسین تھیں جنھوں نے حسن مثنیٰ بن امام حسن علیہ السلام کی وفات کے بعد عبداللہ بن عمرو بن عثمان سے شادی کی تھی۔“

ساتواں رشتہ

حضرت امام حسنؓ کی پوتی سیدہ ام القاسم بنت حسن مثنیٰ کا نکاح حضرت عثمانؓ کے پوتے مروان بن ابان بن عثمانؓ سے ہوا۔ یہ رشتہ درج ذیل کتب میں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

۱۔ کتاب نسب قریش لمصعب الزبیری ج ۲، ص ۵۳

۲۔ جمہرۃ انساب العرب لابن حزم ج ۱، ص ۸۵

۳۔ کتاب المحبر لابی جعفر بغدادی ص ۴۳۸ میں تحریر ہے: ”وکانت ام القاسم بنت الحسن بن الحسن عند مروان بن ابان بن عثمانؓ بن عفان فولدت له محمد بن مروان ثم خلف علیها حسین بن عبداللہ بن عبیدہ اللہ بن العباس بن عبدالمطلب فتوفیت عندہ ولیس لها منه ولد۔ سیدہ ام القاسم بنت حسن مثنیٰؓ بن امام حسنؓ کا نکاح مروان بن ابان بن عثمان بن عفانؓ سے ہوا۔ ان سے ایک بیٹا محمد بن مروان پیدا ہوا۔ اس کی وفات کے بعد سیدہ ام القاسم کا نکاح حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس بن عبدالمطلب سے ہوا۔ سیدہ ام القاسم کی وفات انہی کے ہاں ہوئی اور ان سے کوئی اولاد نہ ہوئی۔“

ماخذ و مراجع

۱۔	قرآن مجید	
۲۔	ابوبکر عبدالرزاق بن ہمام بن نافع متوفی ۲۱۱ھ	مصنف عبدالرزاق
۳۔	محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ	الطبقات الکبریٰ
۴۔	عبداللہ بن محمد بن ابراہیم بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ	مصنف ابن ابی شیبہ
۵۔	ابوعبداللہ مصعب بن عبداللہ الزبیری متوفی ۲۳۶ھ	نسب قریش
۶۔	اسحاق بن راہویہ متوفی ۲۳۸ھ	مسند اسحٰق بن راہویہ
۷۔	خلیفہ ابن خیاط شباب العصفری متوفی ۲۴۰ھ	طبقات خلیفہ ابن خیاط
۸۔	امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ	المسند
۹۔	ابوجعفر محمد بن حبیب بن امیہ ہاشمی بغدادی ۲۴۵ھ	کتاب المحبر
۱۰۔	امام محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بخاری متوفی ۲۵۶ھ	صحیح بخاری
۱۱۔	امام محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بخاری متوفی ۲۵۶ھ	تاریخ کبیر
۱۲۔	امام مسلم بن الحجاج القشیری متوفی ۲۶۱ھ	صحیح مسلم
۱۳۔	ابوداؤد سلیمان بن اشعث بجستانی متوفی ۲۷۵ھ	سنن ابی داؤد
۱۴۔	ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۵ھ	سنن ابن ماجہ
۱۵۔	ابومحمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری متوفی ۲۷۶ھ	المعارف
۱۶۔	احمد بن یحییٰ البلاذری متوفی ۲۷۷ھ	انساب الاشراف
۱۷۔	ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ	جامع ترمذی
۱۸۔	ابومحمد الحسن بن موسیٰ النوبختی (من علماء القرن الثالث)	فرق الشیعہ
۱۹۔	عبدالرحمن بن ابی حاتم رازی متوفی ۳۲۷ھ	کتاب الجرح والتعدیل
۲۰۔	ابوجعفر محمد بن یعقوب الکلینی متوفی ۳۲۹ھ	فروع کافی
۲۱۔	ابوجعفر محمد بن یعقوب الکلینی متوفی ۳۲۹ھ	الشافی ترجمہ اصول کافی
۲۲۔	ابوالحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی متوفی ۳۴۵ھ	التنبیہ والاشراف
۲۳۔	ابوالحسن علی بن الحسین بن علی المسعودی متوفی ۳۴۶ھ	مروج الذہب
۲۴۔	ابوحاتم محمد بن حبان البستی شافعی متوفی ۳۵۴ھ	صحیح ابن حبان
۲۵۔	ابوالفرج اصفہانی متوفی ۳۵۶ھ	مقاتل الطالبیین
۲۶۔	ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ	المعجم الکبیر
۲۷۔	ابوعمرو محمد بن عمر بن عبدالعزیز (من علماء القرن الرابع)	رجال کشی
۲۸۔	ابوالحسن محمد بن ابی احمد الحسین شریف رضی متوفی ۴۰۴ھ	نہج البلاغۃ
۲۹۔	ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الحاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ	المستدرک
۳۰۔	سید الشریف المرتضیٰ علم الہدیٰ متوفی ۴۰۶ھ	تنزیہ الانبیاء

۳۱۔	سید الشریف المرتضیٰ علم الہدیٰ متوفی ۴۰۶ھ	الشافی
۳۲۔	محمد بن محمد بن نعمان المعروف شیخ مفید متوفی ۴۱۳ھ	الارشاد
۳۳۔	ابومحمد علی بن احمد بن حزم اندلسی متوفی ۴۵۶ھ	جمہرۃ الانساب العرب
۳۴۔	ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی متوفی ۴۵۸ھ	شعب الایمان
۳۵۔	ابوجعفر محمد بن حسن الطوسی متوفی ۴۶۰ھ	الاستبصار
۳۶۔	ابوجعفر محمد بن حسن الطوسی متوفی ۴۶۰ھ	تہذیب الاحکام
۳۷۔	حافظ ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر متوفی ۴۶۳ھ	الاستیعاب
۳۸۔	حافظ ابوبکر علی بن احمد خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ	تاریخ بغداد
۳۹۔	عبدالرحمن بن علی بن محمد جوزی متوفی ۵۹۷ھ	صفوۃ الصفوۃ
۴۰۔	ابوالحسن علی بن ابی الکرم الشیبانی متوفی ۶۳۰ھ	أسد الغابہ
۴۱۔	عبدالحمید بن بہاؤالدین محمد المدائنی ابن ابی الحدید الشیعی متوفی ۶۵۶ھ	شرح نہج البلاغہ حدیدی
۴۲۔	الحلی متوفی ۶۷۶ھ	شرائع الاسلام
۴۳۔	ابن خلکان متوفی ۶۸۱ھ	تاریخ ابن خلکان
۴۴۔	ابوالحسن علی بن عیسیٰ اربلی متوفی ۶۸۷ھ	کشف الغمہ فی معرفۃ الآئمہ
۴۵۔	حافظ جمال الدین ابوالحجاج یوسف مزی متوفی ۷۴۲ھ	تہذیب الکمال
۴۶۔	شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ	اکمال فی اسماء الرجال
۴۷۔	شمس الدین محمد بن احمد الذہبی متوفی ۷۴۸ھ	سیر اعلام النبلاء
۴۸۔	حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ	مجمع الزوائد
۴۹۔	سید جمال الدین ابن عنبہ متوفی ۸۲۸ھ	عمدۃ الطالب فی انساب آل ابی طالب
۵۰۔	حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ	تہذیب التہذیب
۵۱۔	حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ	فتح الباری شرح صحیح بخاری
۵۲۔	حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ	الاصابہ
۵۳۔	علامہ بدرالدین محمد بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ	عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری
۵۴۔	امام جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ	تاریخ الخلفاء
۵۵۔	محدث احمد بن حجر الہیتمی المکی متوفی ۹۷۴ھ	الصواعق المحرقہ
۵۶۔	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵	کنز العمال
۵۷۔	قاضی نوراللہ شوشتری متوفی ۱۰۱۹ھ	مجالس المومنین
۵۸۔	ملاباقر بن محمد تقی مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ	حیات القلوب
۵۹۔	ملاباقر بن محمد تقی مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ	جلاء العیون
۶۰۔	پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی متوفی ۱۳۵۶ھ	تحقیق الحق فی کلمۃ الحق
۶۱۔	شیخ عباس قمی متوفی ۱۳۵۹ھ	منتہی الآمال

حرف آخر

الحمد اللہ ہم نے اہل بیت اور خلفائے راشدین کی آپس میں رشتہ داریاں بیان کر کے ثابت کر دیا ہے کہ یہ تمام قرآنی خبر کے مطابق آپس میں شیر وشکر ہیں۔ ان کی آپس میں کوئی رنجش یا ایک دوسرے سے نفرت نہیں تھی۔ رحماء بینھم کی عملی تفسیر یقیناً اہل بیت رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین ہی ہیں۔

وما علینا الا البلاغ المبین

غبارِ راہِ حجاز

پروفیسر صاحبزادہ احمد رضا اعظمی نیری باروی سعیدی رضوی

دربار عالیہ نیریہ ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ

0300-8762360

مصنف کی دیگر کتب

1- درود وسلام علی خیر الانام ﷺ بعد الآذان
2- طلاق ثلاثہ ومتعہ
3- اوجھڑی حلال ہے
4- الآذان بر قبر مسلمان
5- اسیر ناموسِ رسالت ﷺ خواجہ محمد قاسم حسین باروی مدظلہ
6- معمولات سلسلہ عالیہ نقشبندیہ، مجددیہ، بارویہ، نیریہ
7- القول المقبول فی صلوٰۃ الجنازہ علی بنت رسول ﷺ
8- فضائل درود وسلام
9- رہنمائے عمرہ

ملنے کا پتہ

ادارہ تحقیقاتِ نیر ہوت والا شریف جمن شاہ ضلع لیہ پنجاب

0300-8762360, 0303-7448830, 0306-6403827